فہرست

پیش لفظ

ریاست مدینہ کے قیام کیلئے ابتدائی اقدامات:

بیعت عقبہ اولی

بیعت عقبہ ثانیہ

قبیلہ خزرج

قبیلہ اوس

ہجرت مدینہ

ہجرت کے لئے حبشہ پر مدینہ کو ترجیح دینے کی وجوہات:

ہجرت کے وقت مدینہ کے حالات کا تجزیہ

میثاق مدینہ کے اثرات:

میثاق مدینہ کی خصوصیات

1۔اللہ تعالی کی حاکمیت اعلی

2۔رسول اللہ ﷺ کی حاکمیت

3۔تحریری دستور (Written Constitution)

4۔مستقل آئینی اساس

5۔تقسیم اختیارات کا تصور

6۔متوازن دستور (Balanced Constitution)

7۔مملکت کی اخلاقی اساس (Moral Foundation of State)

8۔آئینی طبقات کا تصور

9۔سیاسی وحدت کا تصور (تصور مملکت)

10۔امت مسلمہ کا تصور

11۔قانون کی حکمرانی اور نظام کی بالادستی (Rule of Law)

12۔مقامی رسوم وقوانین کا احترام

13۔معاشی کفالت کا تصور (Concept of Economic Support)

14۔دفاعی معاہدہ (Defence Pact)

15۔بنیادی انسانی حقوق کی ضمانت

16۔مذہبی آزادی کا تحفظ

17۔اقلیتوں کا تحفظ

18۔خواتین کے حقوق کی ضمانت

19۔مخالفین کی سازشوں کا تدارک

20۔مدینہ کا دارالامن قرار دیا جانا

میثاق مدینہ مستشرقین کی نظر میں

سر جان بیگٹ گلب (Sir John Bagot Glubb)

مارگولیتھ (D.S. Margoliouth)

روبن لیوی (Reuben Levy)

جوزف ہیل (Joseph Hell)

فرانسسکو جبریلی (Francesco Gabrieli)

ڈریکاٹ (G.M. Draycott)

ہیو کینیڈی (Hugh Kennedy)

ٹروڈ اہلرٹ (Trude Ehlert)

ولیم تھامسن (William Thomson)

ایڈورڈ گبن (Edward Gibbon)

منٹگمری واٹ (W. Montgomery Watt)

کتابیات

متن میثاق مدینہ

آرٹیکل نمبر 1

آرٹیکل نمبر 2

آرٹیکل نمبر 3

آرٹیکل نمبر 4

آرٹیکل نمبر 5

آرٹیکل نمبر 6

آرٹیکل نمبر 7

آرٹیکل نمبر 8

آرٹیکل نمبر 9

آرٹیکل نمبر 10

آرٹیکل نمبر 11

آرٹیکل نمبر 12

آرٹیکل نمبر 13

آرٹیکل نمبر 14

آرٹیکل نمبر 15

آرٹیکل نمبر 16

آرٹیکل نمبر 17

آرٹیکل نمبر 18

آرٹیکل نمبر 19

آرٹیکل نمبر 20

www.IqbalCyberLibrary.Net All rights reserved. ©2002-2006

آرٹیکل نمبر 21

آرٹیکل نمبر 22

آرٹیکل نمبر 23

آرٹیکل نمبر 24

آرٹیکل نمبر 25

آرٹیکل نمبر 26

آرٹیکل نمبر 28

آرٹیکل نمبر 29

آرٹیکل نمبر 30

آرٹیکل نمبر 31

آرٹیکل نمبر 32

آرٹیکل نمبر 33

آرٹیکل نمبر 34

آرٹیکل نمبر 35

آرٹیکل نمبر 36

آرٹیکل نمبر 37

آرٹیکل نمبر 38

آرٹیکل نمبر 39

آرٹیکل نمبر 40

آرٹیکل نمبر 41

آرٹیکل نمبر 42

آرٹیکل نمبر 43

www.IqbalCyberLibrary.Net All rights reserved. ©2002-2006

آرٹیکل نمبر 44

آرٹیکل نمبر 45

آرٹیکل نمبر 46

آرٹیکل نمبر 47

آرٹیکل نمبر 48

آرٹیکل نمبر 49

آرٹیکل نمبر 50

آرٹیکل نمبر 51

آرٹیکل نمبر 52

آرٹیکل نمبر 53

آرٹیکل نمبر 54

آرٹیکل نمبر 55

آرٹیکل نمبر 56

آرٹیکل نمبر 57

آرٹیکل نمبر 58

آرٹیکل نمبر 59

آرٹیکل نمبر 60

آرٹیکل نمبر 61

آرٹیکل نمبر 62

آرٹیکل نمبر 63

www.IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.
©2002-2006

پیش لفظ

انسانی تہذیب و تمدن کی تاریخ میں اسلام کو مرکزی اور محوری مقام حاصل ہے۔ ھبوط آدمؑ سے تا ھنوز نسل انسانی نے تہذیب و تمدن کے ارتقاء کی بے شمار منزلوں کو طے کیا۔ اس سفر میں جو پیش رفت اسلام کے واسطے سے ہوئی وہ کسی دوسری مذہبی، علمی، فکری یا اصلاحی کاوش کے نتیجے میں نہیں ہوئی۔ اسلام ایک مکمل نظام زندگی ہے جو فطرت کے عین مطابق ہے۔ اسلام کے فطرت کے عین مطابق ہونے کا مفہوم یہ ہے کہ نسل انسانی کی بقا اسلام کے اصول وضوابط کی اتباع میں ہے اور ان اصولوں سے انحراف خودکشی کے مترادف ہے۔ تاریخ انسانی گواہ ہے کہ جس ملک وملت نے بھی اسلام کا اقرار کرتے ہوئے یا بغیر اعلانیہ اقرار کے، اسلام کے آفاقی قوانین کی پابندی کی ہے ترقی وعروج اس کا مقدر رہا ہے۔ حضور اکرم ﷺ کا اسوہ حسنہ وہ واحد معیار ہے جو اسلام کے آفاقی اصولوں کی عملی تعبیر وتشریح ہے۔ سیرت نبوی ﷺ کا ہر گوشہ نسل انسانی کے لئے اپنے اندر رہنمائی کے ان گنت پہلو رکھتا ہے۔

حضور اکرم ﷺ نے تحریک اسلام کے فروغ کے لئے دعوتی و تبلیغی، عسکری و جہادی، آئینی و دستوری اور سیاسی و معاہداتی مناہج کو اختیار فرمایا اور ان تمام تر اقدامات میں آپ کی جدوجہد کی غایت جو احقاق حق، ابطال باطل اور غلبہ دین حق سے عبارت ہے موجود رہی۔ میثاق مدینہ آپ کی سیاسی و معاہداتی اور آئینی و دستوری جدوجہد میں ایک نمایاں اور اساسی سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ میثاق مدینہ نے جہاں ایک طرف آپ کی دعوت وتبلیغ کی مساعی کو ایک نئے مرحلے میں داخل کر دیا وہاں ابدالآباد تک عالمی منظر نامے میں بھی اسلام کو ایک نمایاں اور بے

مثالی مقام دے دیا۔ میثاق مدینہ کو کائنات انسانی کا سب سے پہلا تحریری دستور ہونے کا مقام حاصل ہے۔ صحرائے عرب کے امی نبی ﷺ نے اس وقت دنیا کو پہلے جامع تحریری دستور سے متعارف کروایا جب ابھی دنیا کسی آئین یا دستور سے نا آشنا تھی۔ جدید مغربی دنیا کا آئینی و دستوری سفر ۱۲۱۵ء میں شروع ہوا جب شاہ انگلستان King John نے محضر کبیر (Magna Carta) پر دستخط کیے جبکہ اس سے ۵۹۳ سال قبل ۶۲۲ء میں ریاست مدینہ میں حضور اکرم ﷺ کی طرف سے ایک جامع تحریری دستور دیا جا چکا تھا۔ مگر یہ امر نہ صرف باعث حیرت بلکہ باعث صد تاسف بھی ہے کہ میثاق مدینہ کی اس تاریخی اہمیت کے اعتراف میں اکثر اہل مغرب نے ہمیشہ تنگ نظری، تعصب اور علمی بخل کا مظاہرہ کیا۔ جب بھی عالمی تہذیب و تمدن کے ارتقاء کا تذکرہ ہوا، اہل مغرب نے اسلام کے درخشاں دور اور اس کے کارناموں کو درخور اعتناء نہیں سمجھا مثلاً برطانیہ سے شائع ہونے والے ''لائبریری آف ماڈرن نالج'' نے دنیا کے سیاسی و آئینی ارتقاء کو بیان کرتے ہوئے لکھا:

"The world's first unified state of which we know was established in Egypt around 3200 B.C. . . . . . when the two kingdoms of upper and lower Egypt were united. A centralised and bureaucratic empire eventually developed. Other empires followed, notably those of Persia, China and Rome all of which covered vast areas of the world. But the state as it exists today is based on a model that evolved in Western Europe after the fall of the Roman Empire in the 5th Century A.D."

”دنیا کی پہلی ریاست جسے ہم جانتے ہیں 3200 ق م میں مصر میں قائم ہوئی.......... جب مصر کی دونوں مملکتیں متحد ہوئیں۔ اس طرح ایک مرکز اور باقاعدہ نظام کی حامل سلطنت وجود میں آئی۔ اس کے بعد جو سلطنتیں وجود میں آئیں ان میں اہم ایران، چین اور روم ہیں جو دنیا کے بڑے حصے پر محیط تھیں۔ لیکن جو ریاست آج موجود ہے اس کا وجود اس ریاستی معیار پر مبنی ہے جو پانچویں صدی عیسوی میں سلطنت روما کے زوال کے بعد مغربی یورپ میں ارتقاء پذیر ہوئی۔“

اس کے بعد یورپ کے جاگیرداری نظام اور Dark Ages کا تذکرہ کرنے کے بعد تاریخ اسلام کے صدیوں پر محیط دور کو نظر انداز کرتے ہوئے مصنف لکھتا ہے:

The next stage in the evolution of the state as we know it today was the development of the territorial states a defined area of land with a single ruler ..... By the end of the 17th century, this form of state was common all over the Europe.

(Reader's Digest Library of Modern Knowledge, Vol.2, Ed.1979)

”ریاست کے ارتقاء کی اگلی منزل، جیسا کہ ہم آج جانتے ہیں، علاقائی ریاستوں کا وجود میں آنا تھا یعنی ایک مقررہ علاقہ پر مشتمل ریاست جس کا ایک حکمران ہو.......... سترھویں صدی کے اختتام تک اس طرح کی ریاستوں کا وجود پورے یورپ میں عام تھا۔“

یعنی دنیا کے سیاسی و آئینی ارتقاء کے سارے سفر میں مغربی مصنفین کو اسلام کا کوئی کردار نظر نہیں آتا۔ حالانکہ تاریخ گواہ ہے کہ یورپ نے اپنا موجودہ آئینی و سیاسی سفر صدیوں میں طے کیا۔ برطانیہ میں ۱۲۱۵ء میں محضر کبیر (Magna Carta) کے بعد ۱۶ دسمبر ۱۶۸۹ء میں Bill of Rights ۱۷۰۰۔۱۷۰۱ء میں The Act of Settlement اور ۱۹۱۱ء میں The Parliament Act کو اختیار کیا گیا۔ امریکہ کا Constitutional Convention ۱۷۸۷ء میں ہوا اور فرانس میں قومی اسمبلی نے آئین کی منظوری ۱۷۹۱ء میں دی۔

اگرچہ مغرب نے انسانی حقوق کے تحفظ کے لئے دستوری سفر ۱۲۱۵ء میں شروع کیا مگر عام آدمی تک اس کے اثرات پہنچنے میں صدیاں بیت گئیں اس کا ثبوت اس امر سے ملتا ہے کہ ریاستی حکام کے خلاف عوامی شکایات کا ازالہ کرنے کے لئے محتسب (Ombudsman) کا تقرر یورپ میں پہلی مرتبہ سویڈن میں ۱۸۰۹ء میں کیا گیا جو ایک عرصہ تک گمنام اور رسمی عہدہ رہا۔ بہت بعد میں دیگر یورپی ممالک نے اسے اختیار کیا جبکہ ۱ھ میں میثاق مدینہ سے شروع ہونے والا اسلام کا سیاسی و آئینی سفر ۱۰ سال کے کم عرصے میں اپنے منتہائے کمال کو پہنچ گیا۔ جب ۱۰ھ میں حجۃ الوداع کے موقع پر حضور اکرم ﷺ نے وہ تاریخی خطبہ ارشاد فرمایا جو آج بھی نسل انسانی کے لئے ایک آفاقی اور ابدی ورلڈ آرڈر کی حیثیت رکھتا ہے۔ پھر اس کے تسلسل اور اثر آفرینی کو خلفائے راشدین کے دور میں آگے بڑھایا گیا۔ جب ایک عام شہری کو بھی اتنی جرات اور اختیار حاصل تھا کہ وہ کسی بھی معاملہ پر خلیفہ وقت کا احتساب کر سکے۔

آج ترقی یافتہ ممالک کے دساتیر میں امریکہ کے دستور کو ۷۰۰۰ الفاظ کا مختصر ترین مثالی دستور قرار دیا جاتا ہے مگر ۱۴۰۰ سال قبل حضور اکرم ﷺ کا دیا ہوا ۷۳۰

الفاظ پر مشتمل میثاق مدینہ اس سے کہیں زیادہ جامع، موثر اور مکمل دستور ہے جس میں تمام آئینی طبقات کے حقوق کا تحفظ کیا گیا، مختلف ریاستی وظائف کی ادائیگی کا طریق کار طے کر دیا گیا۔ اقلیتوں سمیت تمام افراد و طبقات معاشرہ کے حقوق کو تحفظ دیا گیا اور ایک اسلامی فلاحی ریاست کی حقیقی بنیادوں کو واضح کر دیا گیا۔

مفکر اسلام پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی زیر نظر تصنیف میثاق مدینہ کی اسی تاریخی، سیاسی اور آئینی و دستوری اہمیت کو بیان کرتی ہے کہ میثاق مدینہ نہ صرف پہلی اسلامی ریاست کا اساسی دستور ہے بلکہ عالمی تہذیب وتمدن کی تاریخ میں بھی ایک نمایاں اور عدیم النظیر پیش رفت ہے اور اس میں طے کردہ بنیادی اصولوں کی روشنی میں ایک مثالی اسلامی مملکت کی تشکیل کے ساتھ ساتھ آج بھی دنیا کو امن، بقائے باہمی اور فلاح کا گہوارہ بنایا جا سکتا ہے۔

طاہر حمید تنولی

سینئر ریسرچ سکالر

ڈاکٹر فرید الدین اسلامک ریسرچ انسٹی ٹیوٹ

لاہور مارچ ۲۰۰۰ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضور اکرم ﷺ کی بعثت مبارکہ اپنی غایت اور نصب العین کے حوالے سے گزشتہ تمام انبیاء و رسل سے ممتاز ہے۔ کیونکہ آپ کو وہ عظیم منصب عطا کر کے مبعوث کیا گیا جو آپ سے قبل کسی دوسرے نبی کو عطا نہیں کیا گیا اور جس عظیم منصب کی عطائیگی نے آئندہ کسی نبی کی آمد کی ضرورت واحتیاج کو بھی کلیتہً ختم کر دیا اس منصب کو قرآن حکیم نے یوں بیان فرمایا:۔

هو الذی ارسل رسولهٗ بالهدی و دین الحق لیظهره علی الدین کله (۲۸:۴۸)

(اللہ) وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا کہ اسے سب دینوں پر غالب کر دے۔

اظہار علے الدین کلہ کا یہ عظیم کام اس وقت تک انجام پذیر نہیں ہوسکتا تھا جب تک آپؐ عرب کے کفر و شرک پر مبنی معاشرے کی بنیادوں تک کو نہ بدل ڈالتے اور اس معاشرے کو ایک ایسی طرح نو عطا نہ کرتے جو الھدی اور دین حق کی تعلیمات پر مبنی ہوتی۔ یہ امر صرف اخلاقی و مذہبی وعظ و تلقین سے ممکن نہ تھا۔ بلکہ اس کے لئے تو ایک ہمہ گیر جدوجہد کی ضرورت تھی جو ہر طبقہ زندگی کے افراد اور ہر سطح زندگی (بشمول انفرادی قومی اور بین الاقوامی) پر دین حق کی تعلیمات کے اثر ونفوذ کے فروغ کی حامل ہوتی۔ یہی وہ بنیادی مقصد تھا جس نے حضور اکرم ﷺ کی جدوجہد کو کبھی بھی محدود نہ ہونے دیا۔ دور اول سے جب آپ پر اقراء سے نزول وحی کا آغاز ہوا آپؐ نے دعوت حق کے فروغ کے لئے ہر اس اقدام کو اختیار فرمایا جس سے آپ کی دعوت فروغ پذیر ہوسکتی تھی اور ہر اس امر کی نفی فرمائی اور اسے مسترد کر دیا جس سے آپ کی دعوت حق کے آفاقی اور عالمی تشخص کے متاثر ہونے کا امکان پیدا ہوتا تھا چاہے اس کے لئے آپ کو بے شمار مشکلات اور مصائب ہی کیوں نہ برداشت کرنا

پڑے۔ وہ تمام اقدامات جو آپؐ نے دین حق کے اظہار علی الدین کلہ کے لئے موقع بموقع اختیار فرمائے ان میں سے میثاق مدینہ کو کئی حوالوں سے ایک مرکزی اور محوری مقام حاصل ہے کیونکہ میثاق مدینہ ہجرت کے نتیجے میں ظہور پذیر ہوا جو تاریخ اسلام کا ایک اہم اور بے مثال باب ہے۔ میثاق مدینہ کے ساتھ ہی ایک باقاعدہ اسلامی مملکت وجود میں آ گئی جو غلبہ دین حق کی خشت اول تھی۔ اگر سیرت نبویؐ اور آپؐ کی جدوجہد کی نہج کا گہری نظر سے مطالعہ کیا جائے تو یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ میثاق مدینہ کوئی ایسا عمرانی و سیاسی معاہدہ نہ تھا جو حادثاتی طور پر معرض وجود میں آ گیا ہو بلکہ اس کا اپنا پس منظر ہے۔ ہجرت سے کئی سال پہلے ہی حضور اکرم ﷺ نے اس نوعیت کے اقدام کی تیاری شروع کر دی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ اکثر عرب قبائل اور ان کے سردار آپؐ پر ایمان لانے کے لئے یہ شرط پیش کرتے تھے کہ وہ آپؐ کے بعد اسلامی مملکت اور حکومت کے وارث ہوں گے۔ اسی باقاعدہ پروگرام کے تحت ہجرت مدینہ کا عمل تکمیل پذیر ہوا جس کے نتیجے میں مسلمانوں کو یہ موقع ملا کہ انہیں ایک الگ اور آزاد ریاست میسر آئے جس کی سربراہی حضور اکرم ﷺ کے پاس ہو اور یہاں وہ نہ صرف اسلام کے احکامات پر آزادانہ عمل کر سکیں بلکہ اس آزاد مملکت کو اپنا Base Camp بنا کر غلبہ دین حق کے لئے عملی جدوجہد کا آغاز کر سکیں اور مخالفین کے خلاف سراپا جدوجہد ہو سکیں۔

اس حقیقت کا اظہار کہ ہجرت اور میثاق مدینہ تاریخ کے حادثاتی عوامل نہ تھے آپؐ کے اس پہلے خطبے سے بھی ہوتا ہے جو آپؐ نے ہجرت کے فوراً بعد مدینہ میں ارشاد فرمایا:

الحمد لله أحمده واستعينه، وأستغفره واستهديه، وأومن به ولا أكفره، وأعادي من يكفره وأشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له، وأن محمداً عبده

ورسوله أرسله بالهدى و دين الحق والنور والموعظة على فترة من الرسل' وقلة من العلم' وضلالة من الناس' وانقطاع من الزمان' ودنو من الساعة' و قرب من الاجل۔ من يطع الله ورسوله فقد رشد' ومن يعصهما فقد غوى و فرط وضل ضلالا بعيداً' وأوصيكم بتقوى الله فانه

تمام تعریفیں صرف خدا ہی کے لیے ہیں۔ میں اس کی تعریف بیان کرتا ہوں۔ اسی سے مدد کا خواستگار ہوں' اسی سے بخشش طلب کرتا ہوں اور اس کے منکر کا مخالف ہوں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا کے سوا کوئی دوسرا خدا نہیں ہے۔ صرف وہی ایک خدا ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ حضرت محمد ﷺ اس کے خاص بندے اور رسول ﷺ ہیں' جنہیں خدا نے ہدایت' نور اور سراپا نصیحت بنا کر مبعوث فرمایا۔ جب کہ پیغمبروں کو دنیا میں آئے ہوئے کافی وقفہ ہو چکا تھا' علم کم ہو چکا تھا' گمراہی عام ہو چکی تھی۔ جہالت پر طویل زمانہ

خير ما أوصى به المسلم المسلم أن يحضه على الاخرة۔ وأن يأمره بتقوى الله۔ فاحذروا ماحذركم الله من نفسه' ولا أفضل من ذلك نصيحة' ولا أفضل من ذلك ذكرى۔ وإنه تقوى لمن عمل به على وجل ومخافة' وعون صدق على ما تبتغون من أمر الاخرة' ومن يصلح الذى بينه و بين الله من أمر السر والعلانية لا ينوى بذلك إلا وجه الله يكن له ذكرا فى عاجل أمره وذخراً فيما بعد الموت حين يفتقر

The image cannot be displayed. Your computer may not have enough memory to open the image, or the image may have been corrupted. Restart your computer, and then open the file again. If the red x still appears, you may have to delete the image and then insert it again.

کر دیتا ہے اور اس کے اجر میں اضافہ فرما دیتا ہے جو خدا سے ڈرتا ہے وہ عظیم الشان کامیابی حاصل کرتا ہے۔ اللہ سے تقویٰ انسان کو خدا کے غضب اور ناراضگی سے محفوظ رکھتا ہے خدا کا تقویٰ متقیوں کے چہروں کو سفید و منور رکھے گا۔ اور ان سے رب کو راضی کر دے گا۔ ان کے مراتب بلند کر دے گا۔

اے لوگو! اپنا اپنا حصہ حاصل کر لو اور اللہ کے معاملہ میں زیادتی سے کام نہ لو۔ اللہ تعالیٰ نے تمہیں اپنی کتاب کی تعلیم دی اور تمہاری نجات کے لیے ایک طریقہ مقرر فرما دیا تاکہ وہ اس کی تصدیق کرنے والوں اور اس کے جھٹلانے والوں کو جان لے۔ پس جس طرح خدا نے تم سے بھلائی کی ہے تم بھی بھلائی کرو۔ خدا کے دشمنوں سے تم بھی عداوت رکھو۔ اس کی راہ میں جہاد کا حق پوری طرح ادا کرو۔ اس نے تمہیں اسلام کے لیے منتخب فرمایا ہے۔ اور تمہارا نام مسلمان رکھا ہے تاکہ وہ جسے ہلاک کرے اسے قطعی دلیل کے ساتھ ہلاک کر دے اور جسے زندہ رکھے اسے دلیل کے ساتھ زندہ رکھے۔ خدا کے سوا کائنات میں کوئی اور طاقت نہیں ہے۔ پس تم لوگ اللہ کا ذکر کثرت سے کیا کرو اور آخرت کے لیے نیک عمل کرتے رہو۔ کیونکہ جس نے اپنے اور خدا کے درمیان کا معاملہ ٹھیک کر لیا تو خدا اس کے اور لوگوں کے درمیان ہونے والے معاملات کے لیے کافی ہوگا۔ اس لیے کہ اللہ لوگوں پر حکم چلاتا ہے لوگ اس پر حکم نہیں چلاتے

اور اللہ ہی لوگوں کے معاملات کا مالک و مختار ہے۔ لوگ اس کے معاملات کے مختار نہیں۔ اللہ بہت بڑا ہے اور کائنات میں کوئی طاقت سوائے خدائے عظیم کی طاقت کے نہیں ہے۔

اگر ہم آپؐ کے مدینہ میں ارشاد فرمائے گئے پہلے خطبے کا جائزہ لیں تو مندرجہ ذیل امور سامنے آتے ہیں:

ا۔ اس خطبے میں آپؐ نے لوگوں کے سامنے اپنا منصب اور مقام بیان فرمایا کہ انسانیت ایک طویل عرصے تک گمراہی میں مبتلا رہی اور سلسلہ انبیاءؑ کو منقطع ہوئے ایک زمانہ گزر گیا تھا۔ لہذا رب ذوالجلال نے آپؐ کے ذریعے نور ہدایت کو عام کرنے کا فیصلہ فرمایا۔ ساتھ ہی آپؐ نے لوگوں کو اطاعت حق کا درس دیا۔ یہاں یہ امر قابل غور ہے کہ کتب سیر کی روایات کے مطابق ہجرت کے بعد آپ کا یہ پہلا خطبہ ہے مگر اس خطبے کے مندرجات سے ایسا کوئی تاثر نہیں ابھرتا کہ آپؐ اور اہل مدینہ کے درمیان کوئی بعد' دوری یا اجنبیت نظر آتی ہو۔ انداز کلام سے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ آپ عرصہ دراز سے سامعین سے مخاطب رہے ہیں۔ مزید یہ کہ ایسا کوئی تاثر بھی نظر نہیں آتا کہ یہ خطاب ایک ایسی شخصیت کا ہے جو اپنے وطن سے بے سرو ساماں ہو کر نکل آئی ہو اور ایک نئے دیس میں پناہ و قیام کی متلاشی ہو۔ بلکہ یہ خطاب ایک رہنما' مقتدی اور حکمرانی ہستی کا محسوس ہوتا ہے جو متبعین اور followers سے کیا جا رہا ہے۔ آپؐ کے خطبے کے انداز تکلم اور سامعین کے ماحول سے یہ امر ہویدا ہوتا ہے کہ آپ کی آمد نہ تو اہل مدینہ کے لئے نئی تھی اور نہ آپؐ مدینہ پہنچ کر کوئی اجنبیت محسوس کر رہے تھے بلکہ سالہا سال تک اس امر پر کام ہو چکا تھا (جس کی تفصیل آگے آ رہی ہے) جس کا نتیجہ یہ تھا کہ تحریک اسلام ایک نئے مرحلے کی طرف بتدریج شعوری طور پر بڑھ رہی تھی۔

۲۔ آپؐ نے اپنے پورے خطبہ میں اہل مکہ' کفار مکہ کے ظلم و ستم' آپؐ کے خلاف گھناونی سازشوں' مسلمانوں کے مصائب و آلام اور وہ حالات جن میں آپ مکہ چھوڑنے پر مجبور ہوئے تھے کا تذکرہ تک نہ فرمایا۔ نہ ہی آپؐ نے راستے کی مشکلات کا تذکرہ کیا کہ کس طرح آپؐ کفار مکہ کے جاسوسوں اور کارندوں سے بچ

کر مدینہ پہنچے۔ بلکہ اس کی بجائے آپ ؐ نے اپنے خطبہ میں ان عظیم اقدار اور ابدی و آفاقی اقدار حیات کا ہی تذکرہ فرمایا جن کا فروغ و نشر آپ کا مقصد حیات تھا یہ امر جہاں ایک طرف آپ ؐ کی رحمتہ للعلمینی، درگزر، عفو و بردباری، شائستگی اور اعلیٰ ظرفی کا ثبوت ہے وہاں آپ کی سیاسی بصیرت اور حکمت کا آئینہ دار بھی ہے کہ آپ ؐ اپنے پہلے ہی خطبے میں اپنی آمد اور آنے والے دور کو منفی بنیادوں پر استوار نہیں فرمانا چاہتے تھے بلکہ آپ ؐ نے اپنی آمد کے بعد اپنے مدنی دور کا آغاز ایک مثبت اور تعمیری رویے سے فرمایا۔ کیونکہ منفی انداز عمل اختیار کرنے سے آپ کے مقاصد ہجرت پس منظر میں چلے جاتے مگر مثبت انداز عمل کا نتیجہ ایک نئے معاشرے، ریاست کے قیام کی شکل میں سامنے آیا جس کا لازمی اور منطقی انجام کفر و طاغوت کی بیخ کنی اور سرکوبی بھی تھا۔

۳۔ اس خطبہ میں آپ ؐ نے بیک وقت دینی اور دنیاوی معاملوں کا تذکرہ فرمایا۔

آپ ؐ نے ارشاد فرمایا کہ:۔

''میں تمہیں زہد و تقویٰ اختیار کرنے کی نصیحت کرتا ہوں کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان بھائی کو اس سے بہتر نصیحت نہیں کر سکتا۔ اس کے بعد کا درجہ یہ ہے کہ بھائی ایک دوسرے کو آخرت کی ترغیب دیں اور تقویٰ کی ہدایت کریں پس خدا نے جس بات سے تمہیں بچنے کا حکم دیا اس سے بچو۔ اس سے بہتر اور کوئی نصیحت نہیں ہے اور نہ اس سے افضل اور کوئی ذکر ہے۔ حقیقی تقویٰ اس کا ہے جو دل میں اپنے رب کا خوف اور اخروی امور کی صداقت کا جذبہ لئے ہوئے اس پر عمل کرے۔''

آپ ؐ کے ان ارشادات سے ظاہر ہے کہ آپ ؐ کے سامعین جو شہر مدینہ کے مکینوں پر مشتمل تھے اسلام کی دعوت سے کلی طور پر نا آشنا نہ تھے۔ بلکہ اپنی آمد سے قبل آپ ؐ نے اہل مدینہ کے دین اسلام سے تعارف کے لئے اقدامات فرما دیئے تھے۔ اور مدینہ میں لوگوں کی ایک اچھی خاصی تعداد ذہنی و فکری طور پر اس حد تک تیار ہو چکی تھی

کہ وہ دین حق کی تعلیمات کی قدر و قیمت کو کما حقہ Evaluate کرسکتے اس لئے آپ ﷺ نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:۔

''جو شخص اپنے اور اپنے خدا کے درمیان معاملہ کو ظاہر و باطن میں ٹھیک رکھے اور اس سے صرف اللہ کی خوشنودی کی نیت رکھے تو یہ عمل دنیا میں اس کے ذکر خیر کا باعث اور موت کے بعد ذخیرہ آخرت کا باعث ہوگا۔''

اور یہ کہ:۔

''اے لوگو! اپنے دنیوی و اخروی سب امور میں ظاہر و باطن میں اللہ سے ڈرو کیونکہ جو خدا سے ڈرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی برائیوں کا کفارہ کردیتا ہے اور اس کے اجر میں اضافہ کردیتا ہے جو خدا سے ڈرتا ہے وہ عظیم الشان کامیابی حاصل کرتا ہے''

یعنی آپ ؐ نے اپنے خطبہ میں دنیا اور آخرت کی کامیابی کی شرط براہ راست تقویٰ اور ظاہری و باطنی معاملات میں الوہی رضا جوئی کو قرار دیا۔ جسے اختیار کرنا اس وقت تک ممکن نہیں تھا جب تک آپ ؐ کے سامعین دین اسلام سے ابتدائی واقفیت حاصل نہ کرچکے ہوتے۔

۴۔ اس خطبے میں دنیاوی اور اخروی فلاح کے لئے اصول وضوابط بیان فرمانے کے ساتھ ساتھ آپ ؐ نے اجمالاً ایک اسلامی معاشرے اور اسلامی ریاست کا نقشہ بھی بیان فرمادیا کہ اہل ایمان کو باہمی معاشرتی برتاؤ کس طرح کرنا ہوگا اور ایک اسلامی ریاست میں باہمی ربط و اشتراک کی نوعیت اور اہل کفر و طاغوت کے مقابل ان کے رویے کی نوعیت کیا ہوگی:

''اے لوگو! اپنا اپنا حصہ حاصل کرلو۔ اور اللہ کے معاملے میں زیادتی سے کام نہ لو۔ اللہ تعالیٰ نے تمہیں اپنی کتاب کی تعلیم دی اور تمہاری نجات کے لئے ایک طریقہ مقرر فرمادیا تا کہ وہ اس کی تصدیق کرنے والوں اور اس کے جھٹلانے والوں کو جان لے۔ پس جس طرح خدا نے تم سے بھلائی کی ہے تم بھی بھلائی کرو۔ خدا کے

دشمنوں سے تم بھی عداوت رکھواس کی راہ میں جہاد کا حق پوری طرح ادا کرو۔ اس نے تمہیں اسلام کے لئے منتخب فرمایا ہے اور تمہارا نام مسلمان رکھا ہے۔

۵۔ آپؐ کا یہ خطبہ جہاں مثالی معاشرے کے خصائص اور بنیادی تشکیلی عناصر کو بیان کرتا ہے۔ وہاں اس معاشرے کے قیام کے حوالے سے آپؐ کے کمال یقین و اعتماد کا عکاس بھی ہے۔ ایک نئی سرزمین میں آکر انسان جن خطرات اور تحفظات سے خود کو دوچار محسوس کرتا ہے ان کا شائبہ تک بھی اس خطبے میں نہیں۔ بلکہ رب ذوالجلال کی ذات پر یقین کامل آپؐ کی وہ قوت ہے جس کا بل بوتے پر آپ ایک نئی مسلم ریاست کی بنیاد رکھنے کے لئے کہ نہ صرف خود مصروف کار ہیں بلکہ دیگر اہل ایمان کو بھی دعوت دیتے ہیں:۔

''اللہ نے تمہارا نام مسلمان رکھا ہے تا کہ جسے ہلاک کرے اسے قطعی دلیل کے ساتھ ہلاک کرے اور جسے زندہ رکھے اسے دلیل کے ساتھ زندہ رکھے۔ خدا کے سوا کائنات میں کوئی اور طاقت نہیں ہے۔ پس تم اللہ کا ذکر کثرت سے کیا کرو اور آخرت کے لئے نیک عمل کرتے رہو۔ کیونکہ جس نے اپنے اور خدا کے درمیان کا معاملہ ٹھیک کر لیا تو خدا اس کے اور لوگوں کے درمیان ہونے والے معاملات کے لئے کافی ہوگا۔ اس لئے کہ اللہ لوگوں پر حکم چلاتا ہے لوگ اس پر حکم نہیں چلاتے اور اللہ ہی لوگوں کے معاملات کا مالک مختار ہے لوگ اس کے معاملات کے مختار نہیں۔ اللہ بہت بڑا ہے اور کائنات میں کوئی طاقت سوائے خدائے عظیم کی طاقت کے نہیں ہے۔''

مختلف روایات میں یہ خطبہ قدرے مختلف انداز میں بھی آیا ہے تاہم یہ انہی بنیادی خصوصیات کا عکاس ہے جن کا تجزیہ اوپر پیش کیا گیا:۔

أما بعد أيها الناس فقدموا لانفسكم تعلمن و الله

ليصعقن احدكم ثم ليدعن غنمه ليس لها راع' ثم

لیقولن لہ ربہ – لیس لہ ترجمان ولا حاجب یحجبہ

لوگو! اپنی ذات وحیثیت پر پہلے غور کرو‘ اللہ تمہیں بتاتا ہے اور پھر تم سے پوچھتا ہے کہ اگر تم میں سے کسی پر اس کے حکم سے بجلی گر پڑے تو کیا اس کے بعد اس کے بکریوں کے گلے کو بلانے والا اور چرواہا کوئی ہوگا؟ اللہ تعالیٰ کے سوا نہ کوئی

دونہ – ألم یأتك رسولی فبلغك‘ وآتیتك مالا وأفضلت علیك‘ فما قدمت

تمہارا ترجمان ہے اور نہ کوئی تمہارا پردہ پوش‘ وہ تم سے یہ بھی فرماتا ہے کہ کیا اس نے تمہاری ہدایت

لنفسك فینظر یمینا وشمالا فلا یری شیئا‘ ثم ینظر قدامہ فلا یر غیر جہنم‘ فمن استطاع أن یقی وجہہ من النار ولو بشق تمرة فلیفعل‘ ومن لم یجد فبکلمة طیبة فان بہا تجزی الحسنة أمثالہا إلی سبع مائة ضعف والسلام علی رسول اللہ ورحمة اللہ وبرکاتہ

(البدایہ والنہایہ جلد ۳‘ صفحہ ۲۱۴)

کے لیے اپنا رسول نہیں بھیجا؟ کیا اس نے تمہیں مال و دولت نہیں دی؟ کیا اس نے تم پر اپنا فضل نہیں کیا؟ پھر تم اپنے نفس کی پیروی پر کیوں مائل ہو؟ ایسا کرو گے تو پھر اگر تم اپنے دائیں بائیں دیکھو گے تو تمہیں کوئی چیز نظر نہیں آئے گی اور اگر نیچے نظر ڈالو گے تو آتش جہنم کے سوا کچھ نہ دیکھ سکو گے۔ کاش تم ایک لمحے کے لیے اس پر غور کر کے اعمال نیک کی طرف آؤ۔ تمہارے لیے ایک ہی بہتر راستہ ہے یعنی کلمہ طیبہ (لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ) اعمال حسنہ کا اجر دینے کے لیے دس سے

The image cannot be displayed. Your computer may not have enough memory to open the image, or the image may have been corrupted. Restart your computer, and then open the file again. If the red x still appears, you may have to delete the image and then insert it again.

الحديث ومن كل ما أوتي الناس من الحلال
والحرام فاعبدوا الله ولا تشركوا به شيئا واتقوه حق
تقاته واصدقوا الله صالح ما تقولون بأفواهكم
وتحابوا بروح الله بينكم إن الله يغضب أن ينكث
عهده والسلام عليكم ورحمة الله و بركاته

(البدایہ والنہایۃ جلد ۳' صفحہ ۲۱۴)

سے زیادہ بہتر کلام ہے' اس کی تبلیغ کرو' جسے اللہ چاہے اسے تم بھی چاہو' اللہ کو اپنے دل کی تمام گہرائیوں سے چاہو' اللہ کے کلام اور اس کے ذکر کو نہ الٹ پلٹ کرو نہ اپنے قلوب میں اس کی کمی آنے دو' جسے اللہ تعالیٰ نے اختیار بخشا اور اس کے قلب کو مصفا بنایا اس نے (گویا) اس کے اعمال کو بھی نیک بنایا اور اپنے تمام بندوں میں اسے بھلائی کے لیے چن لیا' بہترین بات یہ ہے کہ کوئی دوسروں کو حرام وحلال میں فرق کرنا سکھائے۔ اللہ کی عبادت کرو' کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ' تقوی کو اتنا اختیار کرو جتنا اس کا حق ہے' جو کچھ منہ سے نکالو یعنی جو بات کرو) اس میں اللہ کو حاضر وناظر جان کر صداقت کا سب سے زیادہ خیال رکھو' آپس میں جو معاہدہ کرو اسے خوشنودی

خداوند کے لئے پورا کرو' کیونکہ جو معاہدات پورے نہیں کرتے ان سے اللہ ناراض ہوتا ہے۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

ریاست مدینہ کے قیام کیلئے ابتدائی اقدامات:

حضور اکرم ﷺ نے دعوت حق کے آغاز میں اپنی دعوت کو ممکنہ حد تک وسعت پذیر کرنے کیلئے اقدامات فرمانے شروع کر دیئے۔ مکہ مکرمہ میں ہونے والی شاید ہی کوئی ایسی عوامی و سماجی تقریب ہو جس میں گردونواح سے آنے والے لوگوں تک آپ کی دعوت نہ پہنچی ہو یہی وجہ تھی کہ قریش مکہ باہر سے آنے والے لوگوں کو آپؐ سے بدظن کرنے اور دور رکھنے کیلئے مصروف کار رہتے ان کی یہ منفی سرگرمیاں بھی ایک لحاظ سے اسلام ہی کے فروغ اور آپ کے تعارف کا باعث بنتیں۔

سال دس نبوی میں حج کے زمانے میں حضور اکرم ﷺ قبائل عرب میں دعوت حق کیلئے ایک رات نکلے آپ مقام عقبہ سے گزر رہے تھے کہ آپؐ کو قبیلہ خزرج کے کچھ لوگ ملے۔ آپؐ نے ان سے پوچھا کہ وہ کون لوگ ہیں انہوں نے جواباً کہا کہ ہم قبیلہ خزرج کے کچھ لوگ ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کیا آپ یہود کے ہمسائے ہیں انہوں نے کہا ہاں۔ ان سے ابتدائی تعارف کے بعد جو دراصل حضور اکرم ﷺ کی مدینہ کے حالات پر گہری نظر اور مدنی قبائل کے بارے میں وسیع معلومات کا عکاس تھا آپؐ نے ان کے سامنے دعوت حق کا پیغام رکھا۔ انہیں اسلام کی دعوت دی اور قرآن پڑھ کر سنایا ان لوگوں میں سے ایک شخصیت کا دل کلام الٰہی سے بے حد متاثر ہوا یہ خوش نصیب حضرت ایاس بن معاذؓ تھے وہ اپنے وفد کے لوگوں سے کہنے لگے اللہ کی قسم تم جس غرض سے یہاں آئے ہو یہ دعوت اس سے بدرجہا بہتر ہے لیکن قائد وفد نے ان کی بات نہ مانی تاہم حضرت ایاس ابن معاذؓ نے اسلام قبول کر لیا۔ (البدایہ والنہایہ)

بعض روایات کے مطابق اول وفد نے عرض کی کہ ابھی ہماری آپس میں اوس اور خزرج کی خانہ جنگی ہو رہی ہے اگر آپؐ اس وقت مدینہ تشریف لے آئیں تو

آپ کی بیعت پر سب کا اجتماع نہ ہو سکے گا اگر آپ ایک سال تک اس ارادہ کو ملتوی فرمائیں اور اس عرصہ میں خانہ جنگی صلح سے بدل جائے تو اوس وخزرج مل کر اسلام قبول کر لیں گے ۔آئندہ سال ہم پھر حاضر ہونگے اس وقت اس کا فیصلہ ہو سکے گا۔

(طبقات ابن سعد)

جب اس وفد کے لوگوں نے اسلام کا پیغام سنا تو وہ اس حقیقت کو جان گئے کہ آپ ہی وہ پیغمبر آخر الزمان ہیں جن کا تذکرہ اکثر یہود کیا کرتے تھے۔آپ پر ایمان لانے میں یہود سے سبقت لے جانے کے جذبہ کے تحت یہ لوگ آپ کی دعوت پر لبیک کہتے ہوئے اسلام میں داخل ہو گئے اور یثرب کو مرکز اسلام بنانے کیلئے حضور کا پہلا وفد قرار پایا جس کی کوششوں سے انصار کے گھروں میں شاید ہی کوئی ایسا گھر ہو جس میں حضور کا ذکر نہ ہوتا ہو۔

بیعت عقبہ اولی

سال گیارہ نبوی میں حسب وعدہ بارہ اشخاص کا ایک وفد حضور اکرم ﷺ سے ملنے مکہ مکرمہ میں آیا۔ اس وفد میں پانچ افراد تو وہی تھے جو پچھلے سال آئے تھے اور سات ان کے علاوہ تھے۔ ان لوگوں نے حضور اکرم ﷺ کے دست اقدس پر بیعت کی اور یہ بیعت بیعت عقبہ اولی کے نام سے مشہور ہوئی۔ بیعت کرنے والے حضرات کے نام یہ تھے:

۱۔ حضرت ابو امامہ اسعد بن زرارہؓ ۲۔ حضرت عوف بن الحارثؓ

۳۔ حضرت رافع بن مالکؓ ۴۔ حضرت ابو الہیثم مالک بن تیہانؓ

۵۔ حضرت عویم بن ساعدہؓ ۶۔ حضرت قطبہ بن عامر بن حدیدہؓ

۷۔ حضرت معاذ بن حرثؓ ۸۔ حضرت عقبہ بن عامر

۹۔ حضرت زکوان بن قیسؓ ۱۰۔ حضرت خالد بن مخلدؓ

۱۱۔ حضرت عبادۃ بن صامتؓ ۱۲۔ حضرت عباس بن عبادہؓ

آپؐ نے ان سے درج ذیل امور پر بیعت لی۔

۱۔ ہم اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کریں گے اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہرائیں گے۔

۲۔ چوری سے باز رہیں گے۔

۳۔ زنا نہیں کریں۔

۴۔ اولاد (خصوصاً لڑکیوں) کو قتل نہیں کریں گے۔

۵۔ کسی پر جھوٹی تہمت نہیں لگائیں گے۔

۶۔ چغلی نہ کھائیں گے۔

۷۔ ہر اچھی بات (معروف) میں رسول اللہ کی اطاعت کریں گے۔

جن امور پر بیعت عقبہ اولیٰ ہوئی ان کے تحت مدینہ میں ایک اسلامی معاشرے کی بنیادیں رکھ دی گئیں جہاں ایک طرف یثرب میں موجود برائیوں کے قلع قمع کا عہد لیا گیا وہاں اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کا عہد بھی لیا گیا یعنی انفرادی اخلاقی اصلاح سے لے کر اجتماعی معاشرتی انقلاب تک کے تمام امور کو اجمالاً اس بیعت میں شامل کر دیا گیا۔

بیعت کے بعد مدینہ رخصت ہونے سے قبل اہل وفد نے یہ درخواست کی کہ ہمارے ساتھ ایک معلم بھی بھیج دیجئے جو ہمیں دین کی تعلیم دے۔ آپؐ نے ان کی درخواست کو منظور فرماتے ہوئے حضرت مصعب ابن عمیرؓ کو ان کے ہمراہ روانہ فرمایا۔ یثرب میں حضرت اسعد بن زرارہؓ جو کہ عمائدین یثرب میں سے تھے کو حضرت مصعب بن عمیر کی میزبانی کا شرف حاصل ہوا۔

حضرت مصعب ابن عمیرؓ کی کوششوں سے مدینہ سے قبا تک اسلام پھیل گیا۔ قبیلہ اوس کے سردار حضرت سعد ابن معاذؓ کے اسلام قبول کر لینے سے پورا قبیلہ مسلمان ہو گیا۔

بیعت عقبہ ثانیہ

حضرت مصعب ابن عمیرؓ کی دعوتی اور تبلیغی مساعی کا ثمر یہ سامنے آیا کہ نبوت کے بارہویں سال حج کے ایام میں حضرت مصعب ابن عمیرؓ کی قیادت میں جو قافلہ مکہ پہنچا وہ 73 تہتر مردوں اور دو عورتوں پر مشتمل تھا۔ یہ لوگ آپؐ سے بیعت کے ارادے سے آئے تھے۔ان لوگوں نے رات کی تاریکی میں انتہائی رازداری کے ساتھ ملاقات کی۔ آپؐ نے انہیں قرآن حکیم پڑھ کر سنایا اور اسلام کی تلقین کی۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے اس وفد میں اوس وخزرج دونوں قبائل کے لوگ موجود تھے جب وفد کے لوگوں نے آپؐ کے دست اقدس پر بیعت شروع کی حضرت عباس جو اس وقت تک اگر چہ مسلمان نہیں ہوئے تھے بنو خزرج سے جو تعداد میں زیادہ تھے ایسا خطاب فرمایا جو نہ صرف اسلام کے انقلابی مزاج کا آئینہ دار ہے بلکہ وہ بیعت کے بعد آنے والے دور کے حالات پر بھی محیط تھا۔اگر چہ یہ بیعت کنار مکہ سے خفیہ طے پارہی تھی مگر حضرت عباس کو اسلام قبول نہ کرنے کے باوجود اس موقع پر اپنے ساتھ لے جانا آپؐ کی سیاسی بصیرت کا مظہر ہے کیونکہ اس بیعت کے مضمرات سے حضرت عباس ہی بیعت کرنے والوں کو مطلع کر سکتے تھے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے دست اقدس پر بیعت کے بعد وہ اس حقیقت کو سمجھ سکیں کہ وہ اپنے آپ کو کن حالات کے سپرد کر رہے ہیں۔حضرت عباس نے اپنے خطاب میں کہا تمہیں معلوم ہے کہ قریش مکہ محمد ﷺ کے جانی دشمن ہیں اگر تم حضرت محمد ﷺ سے کوئی عہد و پیمان کرنے لگے ہو تو یہ سمجھ کر کرنا کہ یہ بڑا مشکل کام ہے۔ان سے عہد و اقرار کرنا سرخ و سیاہ طبقات سے جنگ کو دعوت دینا ہے۔وہ تمہارے پاس جانا چاہتے ہیں ہم ان کے لئے ہمیشہ سینہ سپر رہے اگر تم بھی مرتے دم تک ان کا ساتھ دے سکو تو بہتر ورنہ ابھی جواب دے دو۔ جو اقدام بھی کرو سوچ سمجھ کر کرو ورنہ کچھ بھی نہ کرو۔ حضرت عباس کے خطاب کے بعد ابو الہیثم نے آپؐ سے مخاطب ہو کر عرض کیا۔یا

رسول اللہؐ! ہم یہود کے حلیف ہیں اس بیعت کے بعد ان سے ہمارے تعلقات ختم ہو جائیں گے۔ کہیں ایسا نہ ہو جب آپ کو قوت و اقتدار حاصل ہو جائے تو آپؐ ہمیں چھوڑ کر اپنے وطن واپس لوٹ جائیں۔ آپؐ نے فرمایا نہیں تمہارا خون میرا خون ہے۔ تم میرے اور میں تمہارا ہوں۔

جن امور پر بیعت کے دوران آپ نے زور دیا وہ یہ تھے۔

۱۔ کہ تم دین حق کی اشاعت میں میرے ساتھ پورا پورا تعاون کرو گے۔

۲۔ جب میں تمہارے شہر میں جا کر قیام پذیر ہو جاؤں تو تم میری اور میرے ساتھیوں کی حمایت اپنے اہل و عیال کی طرح کرو گے۔

یہ سن کر خزرج کے سردار براء ابن معرور نے آپؐ کا دست اقدس تھام لیا اور عرض کیا ''خدا کی قسم جس نے آپؐ کو نبی بنا کر بھیجا ہے ہم آپؐ کی اسی طرح حفاظت کریں گے جس طرح اپنی عورتوں کی کرتے ہیں۔ ہم خدا کی قسم جنگ جو اور سامان حرب والے ہیں۔''

جب بیعت ہو چکی اور اس امر کا فیصلہ ہو گیا کہ اب حضور اکرم ﷺ فروغ دعوت حق کے لئے مدینہ منتقل ہونگے تو آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ موسیٰؑ نے بنی اسرائیل میں سے بارہ نقیب منتخب فرمائے تھے اسی طرح میں بھی جبریل کے اشارہ سے تم میں سے بارہ نقیب منتخب کرتا ہوں تا کہ یہ لوگ اپنی اپنی قوم کے کفیل اور ذمہ دار ہوں۔ جس طرح حواری عیسیٰؑ کے کفیل تھے۔ آپؐ نے بارہ اشخاص کا انتخاب فرمایا جن کے اسمائے گرامی یہ ہیں:۔

قبیلہ خزرج

۱۔ اسعد بن زرارہؓ ۲۔ سعد بن الربیعؓ ۳۔ عبداللہ بن رواحہؓ ۴۔ سعد بن عبادہؓ ۵۔ منذر بن عمروؓ ۶۔ براء بن معرورؓ ۷۔ عبداللہ بن عمروؓ ۸۔ عبادہ بن الصامتؓ ۹۔ رافع بن مالکؓ۔

قبیلہ اوس

۱۔ اسید بن حضیرؓ ۲۔ ابوالہیثم بن تیہانؓ ۳۔ سعد بن خثیمہؓ

بیعت عقبہ ثانیہ ان امور کے حوالے سے جن پر بیعت کی گئی بیعت عقبہ اولی سے کلیتہ مختلف تھی۔ بیعت عقبہ اولی میں آپؐ نے ریاست مدینہ میں ایک اخلاقی اور معاشرتی انقلاب کی بنیاد رکھی تھی۔ جبکہ اس بیعت کے ذریعے آپؐ نے نہ صرف اہل وفد سے اسلام کے لئے کٹ مرنے اور دین حق کی حمایت میں جان تک لڑا دینے کا عہد لے لیا بلکہ ہر موثر گروہ پر اپنا نقیب بھی مقرر کر دیا دراصل آپؐ کا یہ اقدام بالواسطہ طور پر مدینہ میں آپؐ کے اقتدار کے قیام کی علامت تھا۔

ہجرت مدینہ

بیعت عقبہ ثانیہ ایک لحاظ سے اس امر کا اعلان تھی کہ مستقبل قریب میں تحریک اسلام کا مرکز مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ منتقل کر دیا جائے گا۔ اس بیعت کے ساتھ ہی آپ نے مسلمانوں کو مدینہ کی طرف ہجرت کی اجازت فرما دی۔ ہجرت کا حکم ملتے ہی مسلمان آہستہ آہستہ یثرب چلے گئے۔ ہجرت اتنے وسیع پیانے پر ہوئی کہ مکہ میں محلے کے محلے خالی ہو گئے۔ اہل اسلام کی مکہ سے مدینہ ہجرت جہاں نئے مرکز اسلام میں اہل حق کی افرادی قوت کا باعث تھی وہاں ان مہاجرین کی تبلیغی و دعوتی مساعی کی بدولت فروغ اسلام کا سبب بھی تھی۔

ہجرت کے لئے حبشہ پر مدینہ کو ترجیح دینے کی وجوہات:

حضور اکرم ﷺ نے آٹھ سال قبل بھی کفار مکہ کے مظالم کے وجہ سے اہل اسلام کو حبشہ کی طرف ہجرت کر جانے کی اجازت دی تھی مگر آپؐ نے خود حبشہ ہجرت نہ فرمائی جبکہ مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنے کے لیے آپ نے باقاعدہ منصوبہ بندی کی۔ آپؐ نے ہجرت کے لئے حبشہ پر مدینہ کو ترجیح اس لئے دی کہ:۔

۱۔ حبشہ میں باقاعدہ حکومت موجود تھی۔ نجاشی شاہ حبش کی فرماں روائی میں وہاں ایک باقاعدہ سیاسی نظام چل رہا تھا۔ اگر حضور اکرمؐ بھی حبشہ ہجرت فرماتے تو ایک سیاسی حکومت میں مہمان یا عام شہری کی حیثیت سے آپ تشریف لے جاتے جبکہ مدینہ میں طویل خانہ جنگی کی وجہ سے نزاج کی کیفیت تھی۔ اور کوئی باقاعدہ حکومت موجود نہ تھی۔ اس طرح مدینہ منورہ میں اس امر کے زیادہ مواقع موجود تھے کہ آپ وہاں ایک باقاعدہ سیاسی مملکت کی بنیاد رکھ سکتے۔

۲۔ حبشہ میں بہت سے مسلمان پہلے سے موجود تھے اس طرح ان پر زیادہ بوجھ ڈالنا کسی طرح بھی مناسب نہ تھا۔

۳۔ حبشہ کا سفر دشوار بھی تھا اور اسے طے کرنے کے لئے سمندر عبور کرنا پڑتا تھا'

مکہ کے حالات اور کفار و مشرکین کی مسلسل سازشوں کے سبب سے حبشہ کا سفر کسی طور محفوظ نہ تھا۔

۴۔ حبشہ کی کسی ذمہ دار جماعت نے قبول اسلام کے بعد بیعت عقبہ ثانیہ کی طرز کا کوئی معاہدہ کر کے آپ کو حبشہ آنے اور حبشہ کو مرکز اسلام بنانے کی دعوت نہ دی تھی۔ اس طرح سیاسی و معاہداتی تحفظ اس امر کا متقاضی تھا کہ آپ حبشہ کی بجائے مدینہ میں ہی تشریف لے جاتے۔

۵۔ بیعت عقبہ اولیٰ و ثانیہ کے بعد مختلف مبلغین اور نقباء کے تقرر سے یثرب میں اسلام کے فروغ اور قبول عام کی فضا سے یہ حقیقت ھویدا تھی کہ حبشہ کی نسبت مدینہ میں فروغ اسلام کے زیادہ مواقع تھے۔ اسی لئے آپؐ نے مدینہ اور اہل مدینہ کے متعلق ارشاد فرمایا کہ:۔

"اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے ایسے بھائی اور ایسا گھر فراہم کر دیا ہے کہ وہاں بے خوف و خطر رہ سکتے ہو۔" (البدایہ والنھایۃ)

۶۔ مدینہ منورہ میں حضور اکرم ﷺ کے ننھیال تھے۔ اس حوالے سے آپ کئی بار مدینہ تشریف لے گئے تھے اور شہر مدینہ کے ماحول اور وہاں کے پورے نقشہ سے آپ پوری طرح آگاہ تھے۔

۷۔ حبشہ کی سرزمین قریش کی تجارتی منڈی تھی۔ جہاں جا کر وہ تجارت کرتے تھے۔ حبشہ میں اہل مکہ کے کثرت سے آمد و رفت کا ثبوت اس بات سے بھی ملتا ہے کہ حبشی زبان کے کئی الفاظ عربوں کے ہاں مستعمل تھے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید نے بھی متعدد حبشی الفاظ کو استعمال کیا ہے اپنے مخاطبین کو سمجھانے کے لئے سمندر کے حالات طوفان، خراب موسم اور کشتیوں کے چلنے جیسے حوالوں کو استعمال کیا ہے۔ جن سے عربوں کی شناسائی کا ایک بڑا سبب ان کا سفر حبشہ بھی تھا۔ عربوں کے اہل حبشہ سے گہرے تجارتی اور معاشی تعلقات بھی تھے کہ جب مسلمان ہجرت کے بعد

حبشہ پہنچے تو انہیں ملک بدر کروانے کے لئے قریش مکہ نے عمرو بن العاص اور عبداللہ بن ابی ربیعہ جیسی امیر اور تاجر شخصیات کو سفیر بنا کر حبشہ روانہ کیا۔ اگرچہ اس وقت مسلمانوں کی حکمت عملی اور نجاشی کے دربار میں حضرت جعفر کے خطاب نے قریش کی اس سازش کو ناکام بنا دیا مگر مستقبل میں اس امر کا امکان موجود تھا کہ قریش مکہ اپنے اسی تعلق سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مسلمانوں کے لئے کوئی بڑی مشکل کھڑی کر دیتے۔ اندریں حالات یہ قرین مصلحت تھا کہ حبشہ کی بجائے مدینہ منورہ کو ہی نئے مرکز اسلام کے لئے منتخب کیا جاتا۔

ہجرت کے وقت مدینہ کے حالات کا تجزیہ

اگر حضور اکرم ﷺ کی ہجرت کے وقت کے مدینہ کے حالات کا تجزیہ کیا جائے تو یہ حقیقت سامنے آتی ہی کہ اس دور کے مدینہ کے حالات اس حوالے سے سازگار تھے کہ آپ اس شہر کو مرکز اسلام بنا کر وہاں سے دعوت حق اور غلبہ دین کی جدوجہد کو موثر انداز میں آگے بڑھاتے اور وہ تمام تر مشکلات جن کا سامنا آپ کو مکہ میں تھا ان سے ماوراء ہو کر تحریک اسلام کے فروغ کے لئے اقدامات فرماتے۔

اس دور میں یثرب میں دو قو میں آباد تھیں۔

ا۔ یہود ۲۔ مشرک اور بت پرست

چونکہ یہود سماجی معاشی اور سیاسی اعتبار سے ایک باشعور قوم تھے انہوں نے صنعت و تجارت اور معاشرت و معیشت پر اپنی گرفت مضبوط کر رکھی تھی ان کی حریف قوم اوس اور خزرج دو قبیلوں میں منقسم تھی چونکہ یہ دونوں قبیلے جنگجو فطرت کے حامل تھے اس لیے ان کی متحدہ قوت کسی وقت بھی یہود کے لئے خطرہ بن سکتی تھی۔ سو یہود کی قوت اور سیاسی و سماجی حیثیت کی بقا' تحفظ اور تسلسل اس صورت میں ممکن تھا کہ اوس و خزرج کسی طور بھی متحد نہ ہوتے اور باہم انتشار و افتراق کا شکار رہتے۔ یہود کی ان سازشوں کا نتیجہ یہ تھا کہ اوس اور خزرج باہمی نفاق کا شکار تھے اور کبھی متحد نہ ہو سکے تھے۔ اسی وجہ سے وہ معاشی اور معاشرتی طور پر مدینہ کے معاشرے میں پسماندہ تھے۔ قبل ہجرت کے زمانے میں یہود کی سازشوں کی وجہ سے ان پر جنگ کے بادل چھائے ہوتے تھے۔ چونکہ اوس 'خزرج کے مقابلے میں کمزور تھے انہوں نے خزرج کے متقابل موثر مزاحمت کے لئے قریش مکہ کو اپنا حلیف بنانے کے لئے کوشش کی۔ انہی کوششوں کے دوران وہ اسلام کی دعوت سے بھی روشناس ہوئے تھے۔

سال ۲ قبل ہجرت میں ہی اوس اور خزرج کو جنگ بعاث کا سامنا کرنا پڑا۔ اگر چہ اس میں اوس اور خزرج کے حلیف یہودیوں قبائل نے بھی حصہ لیا مگر بڑا جانی و

مالی نقصان انہی قبائل کو ہوا جس کے نتیجے میں وہ عسکری' معاشی' سیاسی اور معاشرتی لحاظ سے کمزور ہو گئے۔ گو انہیں یہود کی سازشی حکمت عملی کا ادراک تھا مگر آپس کی ناچاقی' خلفشار و انتشار کے سبب سے وہ یہود کے خلاف کوئی موثر حکمت عملی اختیار نہ کر سکتے تھے۔ علاوہ ازیں یہود کو ان پر ایک نفسیاتی برتری بھی حاصل تھی جس کے سبب اوس و خزرج احساس کمتری کا شکار رہتے تھے۔ یہود اکثر اپنی الہامی کتب کی اس پیش گوئی کو بیان کرتے تھے کہ ''عنقریب نبی آخر الزمان کا ظہور ہونے والا ہے۔ ہم اس کی پیروی کریں گے اور اس کے ساتھ مل کر تمہیں ہلاک کر دیں گے جس طرح عاد و ارم ہلاک ہوئے تھے۔''

اس پیش گوئی ہی کا اثر تھا کہ جب مدینہ سے مکہ آنے والے وفد نے آپ ؐ سے ملاقات کی اور دعوت اسلام سنی تو نبی آخر زماں پر ایمان میں سبقت لے جانے کے جذبے کے تحت فوراً دین اسلام قبول کر لیا اور ان کی ایمان و اسلام کی یہ اندرونی تحریک بالآخر بیعت عقبہ ثانیہ پر منتج ہوئی۔

اوس و خزرج کے مابین ہونے والی جنگ بعاث کے اثرات بہت ہی مہلک' انتشار انگیز اور تباہ کن تھے۔ جب جنگ ختم ہوئی تو سیاسی انارکی کا ماحول تھا۔ اوس و خزرج کے ارباب و اکابرین نے اس امر کا فیصلہ کیا کہ دونوں قبیلوں میں تنازعات کے خاتمے اور اتحاد و اتفاق کے قیام کے لئے کسی ایک شخص کو متفقہ طور پر بادشاہ بنا دیا جائے۔ گویا کہ اس ماحول میں مدینہ میں ایک مستقل سیاسی خلا موجود تھا جسے پر کرنے کے لئے خود مدینہ کے لوگ کسی قابل اعتماد' معتبر' اور متفقہ قیادت کے متلاشی تھے۔ اسی اثناء میں عبداللہ بن ابی بن سلول کے متفقہ حکمران کے طور پر تقرری پر لوگ رضامند ہو گئے۔ قبل اس کے کہ اس باقاعدہ حکمرانی کا اعلان ہوتا ہجرت نبوی وقوع پذیر ہو گئی اور اس طرح حضور اکرم ؐ کی ہمہ گیر اور ''قابل قبول قیادت کے سامنے عبداللہ بن ابی کا چراغ نہ جل سکا۔ اس صدمے کو عبداللہ بن ابی زندگی بھر نہ

بھلا سکا۔ اور سازشوں کے تانے بانے بنتا رہا تا آنکہ اپنے نفاق کی بدولت وہ رئیس المنافقین بن گیا۔

ہجرت کے وقت کا انتخاب جس میں بلاشبہ الوہی راہنمائی کا عنصر بھی شامل تھا آپ کی بے مثال بصیرت اور حکمت عملی کا مظہر تھا۔ کیونکہ بیعت عقبہ ثانیہ کے بعد مسلمانوں نے آپ کی اجازت سے مکہ سے مدینہ ہجرت شروع کر دی تھی مگر آپ اپنی ہجرت کو مسلسل ملتوی فرماتے رہے اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کے بار بار اجازت طلب کرنے کے باوجود آپ نے انہیں بھی روکے رکھا کیونکہ:۔

۱۔ شروع ہی میں اگر آپ مکہ سے مدینہ ہجرت فرما جاتے تو مکہ میں رہ جانے والے کثیر تعداد میں مسلمانوں میں بددلی پھیلتی لہذا ضروری تھا کہ جب تک مسلمانوں کی ایک کثیر تعداد مدینہ نہ پہنچ جاتی آپ مکہ میں ہی قیام پذیر رہتے۔

۲۔ آپ کے مقرر کردہ نقباء اور مبلغین اگرچہ مدینہ میں دعوتی اور تبلیغی کوششیں جاری رکھے ہوئے تھے مگر پھر بھی مدینہ کے سیاسی نراج کی کیفیت میں یہ ضروری تھا کہ مکہ سے کچھ لوگ ہجرت کر کے پہلے مدینہ چلے جائیں تا کہ اہل مدینہ کے اسلام قبول کرنے پر مخالفین کی طرف سے آپ کی آمد کے بعد کی مزاحمت کی صورت میں افرادی قوت کا اضافہ ہو چکا ہوتا۔

۳۔ اگرچہ مکہ میں شروع دن سے ہی کفار و مشرکین نے آپ کے خلاف اور اہل اسلام کے خلاف ظلم وستم کا بازار گرم کر رکھا تھا مگر یہ آپ کا کمال صبر وتحمل اور ضبط و استقلال تھا کہ آپؐ نے اس وقت تک اپنا گھر نہ چھوڑا جب تک آپ کو یہ اطلاع نہ ملی کہ قریش کے سردار آپ کی جان کے درپے ہو گئے ہیں۔ اندریں حالات آپ نے اس وقت مکہ چھوڑا جبکہ آپ کے در اقدس کا قتل کے ارادے سے محاصرہ کیا جا چکا تھا۔

۴۔ مکہ میں آپ صادق و امین مشہور تھے۔ کفار کی تمام تر مخالفتوں کے باوجود

آپؐ وہاں کی ایک معتبر، قابل اعتماد اور قابل بھروسہ شخصیت تھے۔ اکثر لوگوں کی امانتیں آپؐ کے پاس تھیں۔ مکہ چھوڑنے سے قبل ضروری تھا کہ آپ ان امانتوں کو ان کے مالکوں تک پہنچانے کا باقاعدہ انتظام فرماتے جیسا کہ کتب سیرت سے واضح ہے کہ آپؐ نے مکہ چھوڑنے سے قبل حضرت علیؓ کو یہ ذمہ داری سونپی۔

۵۔ آپؐ کا مقصود صرف ہجرت ہی نہ تھا بلکہ مدینہ کو مرکز اسلام بنا کر وہاں ایک آزاد اسلامی ریاست کا قیام بھی تھا۔ اگرچہ جنگ بعاث کے بعد مدینہ کے قبائل سیاسی استحکام کی تلاش میں تھے مگر بجائے مدینہ جا کر اسلامی اقتدار کے قیام کے لئے ازخود مہم جوئی کے یہ زیادہ مناسب تھا کہ حالات کے فطری ارتقاء کے تحت اس مناسب وقت کا انتظار کیا جاتا کہ ماضی کے خلفشار اور باہمی جنگ و جدل کے اثرات سے تنگ آئے ہوئے قبائل خود اس نتیجے پر پہنچ جاتے کہ مدنی قبائل کو کسی متفقہ سیاسی قیادت کے تحت متحد کر دیا جائے۔

ان حالات میں ہجرت مدینہ ظہور پذیر ہوئی، اور آپ کے مدینہ تشریف لے جاتے ہی آزاد اسلامی ریاست کی تشکیل عمل میں آ گئی اور میثاق مدینہ طے پایا جس کے تحت تمام طبقات مدینہ نے آپ کو سربراہ حکومت تسلیم کر لیا۔

The image cannot be displayed. Your computer may not have enough memory to open the image, or the image may have been corrupted. Restart your computer, and then open the file again. If the red x still appears, you may have to delete the image and then insert it again.

اب وہ کفار مکہ کی ستم آرائیوں سے محفوظ و مامون ہو چکے تھے مگر وہ اس حقیقت سے بھی غافل نہ تھے کہ کفار مکہ مسلسل ان کے خلاف سازشوں میں مصروف ہیں۔ میثاق مدینہ کے تحت یہود اور مشرک قبائل ان کے حلیف بن گئے اور ریاست مدینہ کے دفاع کی ذمہ داری کو سب نے مشترکہ طور پر قبول کرلیا۔ اگر میثاق مدینہ کے ذریعے مسلمانوں نے اپنی دفاعی حکمت عملی کو ٹھوس اور محفوظ بنیادوں پر استوار نہ کرلیا ہوتا تو کفار کی مدینہ کی طرف پیش قدمی کی صورت میں مسلمان اتنا موثر رد عمل نہ ظاہر کر سکتے اور اپنے دفاع میں انہیں کہیں زیادہ مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا۔

۷۔ میثاق مدینہ نے دفاعی معاہدہ ہونے کے ناطے ریاست مدینہ کے لئے ایک حفاظتی حصار کا کام کیا۔ اس کے علاوہ گردونواح کے قبائل پر مسلمانوں کی فوقیت اور برتری کی دھاک بیٹھ گئی کیونکہ مدینہ طیبہ میں یہود نے جو کہ غیر معمولی اثر و رسوخ کے حامل تھے آپ ﷺ کی سیاسی حاکمیت اور اقتدار کو تسلیم کرلیا تھا۔ اگرچہ قبل ازیں اسلام کو ایک نیا مذہب سمجھ کر اتنی اہمیت نہیں دی جاتی تھی مگر اس نمایاں سیاسی پیش رفت کے بعد گردونواح کے قبائل نے بھی اسلام کا دست و بازو بننا شروع کردیا۔

۸۔ میثاق مدینہ میں تمام ریاستی طبقات کے ساتھ برداشت' بقائے باہمی اور احترام و وقار کا سلوک روا رکھنے پر آپ ﷺ کی صلح جو' اعلیٰ ظرف اور معتدل مزاج قیادت کا تصور ابھرا۔ اس طرح مخالفین نے آپ کے خلاف جو غلط فہمیاں پھیلا رکھی تھیں وہ چھٹنے لگیں۔ عوام الناس کو آپ کے قریب آنے کا موقع ملا اور اس طرح تحریک اسلام کے فروغ کا باعث بنا۔

۹۔ میثاق مدینہ کے تحت ریاست مدینہ میں ایک عادلانہ اور منصفانہ معاشرے کا قیام ممکن ہوا۔ اس سے قبل مذہبی اور سماجی اختلافات و تضادات کے باعث ہر قبیلہ اپنے اپنے رسوم و رواج کے تحت مقدمات کا فیصلہ کرتا تھا۔ میثاق مدینہ کے تحت پہلی مرتبہ یہاں ایک مرکزی عدالتی نظام وجود میں آیا۔ جس کے تحت آخری اعلیٰ ترین

عدالتی اتھارٹی حضور اکرم ﷺ کو تسلیم کیا گیا۔ اگرچہ میثاق مدینہ کے تحت لوکل لاء کا احترام بھی محفوظ رکھا گیا مگر ایک مرکزی عدالتی نظام کے قیام سے باہمی تضادات اور قانونی انتشار کا خاتمہ ہوگیا۔

۱۰۔ میثاق مدینہ کی کثیر الجہاتی افادیت ہی کا نتیجہ تھا کہ اسلام کی قوت میں روز بروز اضافہ ہوتا گیا۔ ہجرت کے وقت مہاجر و انصار صحابہ کرام کی تعداد 400 تھی۔ صلح حدیبیہ کے وقت یعنی 6 ھجری میں یہ تعداد 1400 ہوگئی جبکہ فتح مکہ کے وقت مسلمانوں کا لشکر 10,000 افراد پر مشتمل تھا۔ طائف کے محاصرے میں 12,000 مسلمان شریک تھے اور ہجرت کے صرف 10 سال بعد حجۃ الوداع کے تاریخی موقع پر موجود مسلمانوں کی تعداد سوا لاکھ کے قریب تھی۔ 10 سال کے قلیل عرصے میں سرزمین عرب کے وسیع و عریض حصہ اور کثیر تعداد افراد کو اسلام کا حصہ بنا دینا آپ ﷺ کی بے مثال بصیرت اور موثر و نتیجہ خیز حکمت عملی کا نتیجہ تھا۔ جس میں میثاق مدینہ کو ایک اساسی سنگ میل کی حیثیت حاصل ہے۔

میثاق مدینہ کی خصوصیات

میثاق مدینہ نہ صرف دنیا کا پہلا تحریری دستور ہونے کے ناطے امتیازی حیثیت کا حامل ہے بلکہ اپنے نفس مضمون اور مافیہ کے اعتبار سے بھی اعلیٰ ترین دستوری و آئینی خصوصیات کا مرقع ہے۔ اگر جدید آئینی و دستوری معیارات اور ضوابط کی روشنی میں میثاق مدینہ کا تجزیہ کیا جائے تو وہ تمام بنیادی خصوصیات جو ایک مثالی آئین میں ہونی چاہئیں، میثاق مدینہ میں موجود نظر آتی ہیں جن میں سے چند ایک کا تذکرہ ذیل میں کیا گیا ہے۔

1۔اللہ تعالیٰ کی حاکمیت اعلیٰ

(Sovereignty of Almighty Allah)

2۔رسول اللہ کی حاکمیت

(State Authority of the Holy Prophet)

3۔تحریری دستور

(Written Constitution)

4۔مستقل آئینی اساس

(Permanent Constitutional Foundation)

5۔تقسیم اختیارات کا تصور

(Devolution of Powers)

6۔ متوازن دستور

(Balanced Constitution)

7۔مملکت کی اخلاقی اساس

(Moral Foundation of State)

8۔آئینی طبقات کا تصور

(Concept of Constitutional Communities)

9۔سیاسی وحدت کا تصور (تصور مملکت)

(Concept of Political Unity)

10۔امت مسلمہ کا تصور

(Concept of Muslim Ummah)

11۔قانون کی حکمرانی اور نظام کی بالادستی

(Rule of Law)

12۔مقامی رسوم وقوانین کا احترام

(Respect of Local Customs & Law)

The image cannot be displayed. Your computer may not have enough memory to open the image, or the image may have been corrupted. Restart your computer, and then open the file again. If the red x still appears, you may have to delete the image and then insert it again.

ممتاز کر دیا۔ میثاق مدینہ میں یہ قرار دیا گیا کہ حاکمیت اعلیٰ اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے اور ہر انفرادی اور اجتماعی وریاستی معاملے میں اللہ تعالیٰ ہی کی طرف رجوع کیا جائے گا۔

و انکم مما اختلفتم فیہ من شیء فان مردہ الی اللہ و الی محمد

(آرٹیکل:۲۸)

اور یہ کہ جب کبھی تم میں کسی چیز کے متعلق اختلاف ہو تو اسے خدا اور محمد ﷺ کی طرف لوٹایا جائے گا (کیونکہ آخری اور حتمی حکم اللہ اور اس کے رسول محمد ﷺ ہی کا ہے)

و انہ ما کان بین اھل ھذہ الصحیفۃ من حدث او اشتجار یخاف فسادہ فان مردہ الی اللہ و الی محمد رسول اللہ ﷺ و ان اللہ علی اتقی ما فی ھذہ الصحیفۃ و ابرہ

(آرٹیکل:۵۲)

اور یہ کہ اس دستور والوں میں جو بھی قتل یا جھگڑا رونما ہو جس سے فساد کا ڈر ہو اس میں خدا اور خدا کے رسول محمد ﷺ سے رجوع کیا جائے گا اور خدا اس شخص کے ساتھ ہے جو اس دستور کے مندرجات کی زیادہ سے زیادہ احتیاط اور زیادہ سے زیادہ وفا شعاری کے ساتھ تعمیل کرے۔

جبکہ مغربی تصور ریاست میں حاکمیت اعلیٰ کا تعلق ریاست کے نمائندہ مقتدر ادارے کے ساتھ ہے مثلاً برطانیہ کے قانون کے مطابق:

"The law assumes that Parliament is omnipotent and paramount. It can make or unmake laws on any matter what-so-ever."

(Finer, S.E., Five Constitutions)

اسی طرح ریاستہائے متحدہ امریکہ کے دستور کی آرٹیکل I میں قرار دیا گیا:

"All legislative powers herein granted shall be vested in a Congress of the United States, which shall consist of a Senate and House of Representatives."

یعنی حاکمیت اعلیٰ کے تعین نے اسلامی اور غیر اسلامی ریاست کے مزاج، تشکیل اور اس کے نظام کار کی ہیت میں واضح امتیاز پیدا کر دیا کیونکہ حاکمیت اعلیٰ رب ذوالجلال کے لئے ہی قرار دینے میں انسانیت کی فلاح کا راز مضمر ہے اور حاکمیت اعلیٰ کا مقصود اسی طور حاصل ہو سکتا ہے:

"Sovereignty is not an end itself; it is a means to government just as government is not an end but a means to the good life."

(Levontin, The Myth of International Security)

یعنی ایک مثالی فلاحی معاشرے کا قیام تب ہی ممکن ہے جب اس کی اساس الوہی قانون ہو جو نہ صرف اپنی جامعیت کے حوالے سے جملہ شعبہ ھائے حیات کو محیط ہو گا بلکہ اس کی اطاعت بھی دنیاوی قوانین کے مقابلے میں بتمام و کمال کی جائے گی، حاکمیت اعلیٰ اس تصور کو دستور میں شامل کر کے درج ذیل مقاصد کے حصول کو ممکن بنا دیا گیا:

۱۔ کہ اس دستور کے تحت قائم ریاست کے افراد رواداری، برداشت اور بقائے باہمی کے اصولوں پر کاربند ہوں۔

۲۔ افراد ریاست اپنے اس رویہ سے ایک فلاحی اور احترام حقوق پر مشتمل معاشرہ تشکیل دیں جو قوانین کی بلا امتیاز پابندی سے عبارت ہو۔

۳۔ افراد ریاست احترام حقوق و قیام امن ہی کے علمبردار نہ ہوں بلکہ ان کی باہمی یگانگت اس امر کی ضامن ہو کہ وہ کسی بیرونی قوت کی جارحیت کا شکار نہ بنیں بلکہ

جہاں دوسری اقوام ان کی طرف سے امن وآشتی کے رویہ کا عملی مظاہرہ دیکھ رہی ہوں وہاں وہ دوسری اقوام کی طرف سے کسی بھی جارحیت پر اس کا موثر تدارک بھی کر سکیں۔

اس طرح کا معاشرہ تب ہی وجود میں آ سکتا تھا جب تمام افراد معاشرہ اپنے ہر نوعیت کے رشتہ وقرابت (Near & Dear) کو خاطر میں لائے بغیر دستور و قانون کی پابندی کرتے اور یہ پابندی اللہ تعالی کی حاکمیت اعلی کو تسلیم کیے بغیر ممکن نہ تھی۔اس لئے اس حاکمیت اعلی کو تسلیم کرنے کے عملی اظہار کے لئے دستور میں یہ شق رکھی گئی:

و ان المومنین المتقین ایدیھم علی کل من بغی منھم او ابتغی دسیعة ظلم او اثما او عدوانا او فسادا بین المومنین و ان ایدیھم علیہ جمیعا ولو کان ولد احدھم

(آرٹیکل:١٦)

اور متقی ایمان والوں کے ہاتھ ہر اس شخص کے خلاف اٹھیں گے جو ان میں سرکشی کرے یا استحصال بالجبر کرنا چاہے یا گناہ یا تعدی کا ارتکاب کرے یا ایمان والوں میں فساد پھیلانا چاہے اور ان کے ساتھ سب مل کر ایسے شخص کے خلاف اٹھیں گے خواہ وہ ان میں سے کسی کا بیٹا ہی کیوں نہ ہو۔

اللہ تعالی کے حاکمیت اعلی کے تصور کو معناً وعملاً دستور کا جزو لاینفک بنانے کے لئے دستور کے آخر میں آرٹیکل: ٦٠ میں اس حقیقت کو بیان کر دیا گیا کہ اس دستور کو اللہ تعالی کی منظوری (Approval) اور حمایت (Favour) حاصل ہے:

و ان اللہ علی اصدق ما فی ھذہ الصحیفة و ابرہ

اور جو کچھ اس دستور میں شامل ہے اسے اللہ تعالیٰ کی منظوری اور حمایت حاصل ہے۔

اس آرٹیکل کی رو سے:

۱۔ اس دستور کے جملہ مندرجات کی منظوری حاکم اعلیٰ (Supreme Sovereign) یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے دی گئی۔

۲۔ اس دستور کی پابندی کرنے والوں کو الوہی حمایت (Favour of Supreme Sovereign) کا حقدار قرار دیا گیا۔

2۔ رسول اللہ ﷺ کی حاکمیت

(State Authority of the Holy Prophet SAW)

چونکہ میثاق مدینہ میں یہ امر اصولی طور پر طے کر دیا گیا کہ ریاستی معاملات اللہ کی حاکمیت کے تحت ہی چلائے جائیں گے۔ لہذا اس آئینی اصول کو عملی شکل دینے کیلئے تمام ریاستی اختیارات (State Authority) کا مرکز و محور حضور اکرم ﷺ کو قرار دیا گیا۔ اگرچہ اس دور تک ریاستی اداروں (State Organs) کی باقاعدہ تقسیم عمل میں نہیں آئی تھی، بایں ہمہ تمام شعبہ ہائے ریاست کے امور کی انجام دہی کو آپ ﷺ کے احکامات اور رہنمائی کا پابند ٹھہرایا گیا اور یہ اصول بیان کر دیا گیا کہ جہاں کہیں بھی کوئی اختلاف، تضاد یا الجھاو پیدا ہوگا تو اس کے حل کیلئے رسول اللہ ﷺ کی طرف ہی رجوع کیا جائے گا کیونکہ آپ ہی اس عالم دنیا میں اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کے نمائندہ اور اس کے احکامات بندوں تک پہنچانے والے ہیں۔

دستور کے آرٹیکل ۲۸ میں قرار دیا گیا ہے کہ:

وانكم مما اختلفتم فيه من شئ فان مرده الى الله والى محمد

اور یہ کہ جب کبھی تم میں کسی چیز کے متعلق اختلاف ہو تو اسے طے

کرنے کے لئے خدا اور محمدؐ سے رجوع کیا جائے گا۔ (کیونکہ آخری اور حتمی حکم اللہ اور اس کے رسول محمد ﷺ ہی کا ہے)

اسی طرح آرٹیکل ۵۲ میں کہا گیا:۔

وانہ ما کان بین اھل ھذہ الصحیفۃ من حدث او اشتجار یخاف فسادہ فان مردہ الی اللہ والی محمد رسول اللہ و ان اللہ علی اتقی ما فی ھذہ الصحیفۃ و ابرہ۔

اور یہ کہ اس دستور والوں میں جو کوئی قتل یا جھگڑا رونما ہو جس سے فساد کا ڈر ہو تو اس میں اللہ اور اللہ کے رسول محمدؐ سے رجوع کیا جائے گا۔ اور خدا اس شخص کے ساتھ ہے جو اس دستور کے مندرجات کی زیادہ سے زیادہ احتیاط اور زیادہ سے زیادہ وفا شعاری کے ساتھ تعمیل کرے گا

ایک ایسے معاشرے میں جہاں کفر اور شرک کا دور دورہ ہو اللہ کی حاکمیت کو دستوری طور پر رائج کر دینا اور اس معاشرے میں موجود مختلف طبقات سے اسے تسلیم کروالینا بلا شبہ رسول اکرم ﷺ کی عدیم المثال سیاسی بصیرت کا ثبوت ہے۔ جملہ ریاستی معاملات میں اللہ کی طرف رجوع کرنا دراصل رسول اللہ ﷺ کی طرف رجوع کرنا ہے یعنی اللہ کی حاکمیت کا کوئی بھی تصور رسول اللہ کی اطاعت کے بغیر ممکن نہیں اسی لئے اس بنیادی آئینی اور دستوری اصول کو میثاق مدینہ کے پہلے آرٹیکل میں طے کر دیا گیا:۔

ھذا کتاب من محمد النبی (رسول اللہ) ﷺ

یہ اللہ کے نبی اور رسول محمدؐ کی طرف سے دستوری تحریر ہے۔

دستور کا منبع ذات نبوت کو قرار دے کر اس امر کو بھی طے کر دیا گیا کہ ایک اسلامی ریاست میں ذات نبوت کی دستوری حیثیت کیا ہو گی۔ گویا اسلامی ریاست

کے پہلے دستور میں :۔

1) مدینہ کے تمام طبقات سے رسول اللہ ﷺ کی حاکمیت کو منوا کر آپ کے ریاست اسلامی کے مقتدر اعلیٰ ہونے کو واضح کر دیا گیا اور یہ کہ ایک اسلامی ریاست میں رسول اللہ ﷺ کی مکمل اطاعت کے بغیر اللہ کی حاکمیت کا کوئی تصور نہیں۔

2) رسول اللہ ﷺ کو دستور دہندہ قرار دے کر اس امر کا فیصلہ کر دیا گیا کہ اسلامی ریاست کے تمام شعبہ جات بشمول انتظامیہ، عدلیہ، مقننہ اور دفاع کے مقتدر اعلیٰ رسول اللہ ﷺ ہی ہوں گے۔ اور تمام متعلقہ معاملات میں آپ ہی کو حکم کی حیثیت حاصل ہوگی۔

3) ھذا کتاب من محمد النبی ﷺ کے کلمات ایک لطیف آئینی و دستوری نکتے کا مظہر ہیں۔ کہ ریاست اسلامی کا مطاع مشھود ذات نبوت ہی ہوگی اور آپ کی اطاعت سے ہی اطاعت واتباع ربانی حقیقت پذیر ہوگی۔

3۔تحریری دستور (Written Constitution)

دنیا کی سیاسی اور آئینی و دستوری تاریخ میں یہ امتیاز صرف میثاق مدینہ کو حاصل ہے کہ ریاست مدینہ کا دستور ہونے کے ناطے یہ دنیا کا پہلا تحریری دستور ہے۔تاریخ انسانی کے مختلف ادوار میں سیاسی قواعد وضوابط اور حکمرانی کے اصولوں کے حوالے سے کئی افکار وقوانین کو تحریری شکل میں لکھا گیا۔مثلاً منوسمرتی (۵۰۰ ق م) جو راجہ کے فرائض پر مشتمل ہے کوتلیا کی آرتھ شاستر (۳۰۰ ق م) اور اس کے ہم عصر ارسطو (۳۸۴۔۳۲۲ ق م) کی تحریروں کو سیاسیات پر مشتمل تصانیف گردانا جاتا ہے اسی طرح گزشتہ صدی میں شہر ایتھنز کا دریافت ہونے والا دستور ہے مگر ان تمام تحریروں کی حیثیت حکمرانی کے لئے نصیحتی ومشاورتی یا درسی نوعیت کی ہے اور ان میں سے کوئی بھی تحریر ایسی نہیں ہے جسے کسی باقاعدہ اور منظم ریاست کا قابل نفاذ دستور کہا جا سکے۔

میثاق مدینہ کے ذریعے حضور اکرم ﷺ نے نہ صرف تاریخ انسانی میں پہلی مرتبہ ایک باقاعدہ تحریری دستور کا تصور دیا بلکہ وہ مذہب جس کی تبلیغ آپ مکہ میں فرما رہے تھے۔مدینہ آتے ہی آپؐ نے اس کی سیاسی حیثیت کو اس نئے شہر کے مختلف المذاہب باسیوں سے منوالیا۔اس دستور کے ذریعے سے:۔

ا۔ آپؐ نے اہل ایمان اور مقامی باشندوں کے حقوق و فرائض کا باقاعدہ تعین فرمایا۔

ب۔ مہاجرین مکہ کی آبادکاری (Rehabilitation) اوران کی معاشی بحالی کا انتظام فرمایا۔

ج۔ شہر مدینہ کے غیر مسلموں اور خصوصاً یہود سے معاہداتی تعلق استوار کر کے اپنے فروغ ونفوذ کے امکانات کو وسیع کرلیا۔

د۔ شہر مدینہ کے نظم ونسق و تحفظ کے لئے آئینی، سیاسی اور دفاع و عسکری اقدامات کر لئے۔

ہ۔ قریش مکہ کی طرف سے مسلمانوں کو پہنچنے والے ممکنہ خطرات سے تحفظ کے لیے اقدامات فرمالئے۔

دستور مدینہ کو تحریری طور پر تشکیل دینے کے حوالے سے حضور اکرم ﷺ کی سیاسی بصیرت اس بات سے ہویدا ہے کہ آپؐ نےنہ صرف اس دستور کو خود تحریر کروایا بلکہ اسے ''ھذا کتاب من محمد النبیؐ'' قرار دیا۔کتاب جہاں ایک طرف لکھے ہوئے مسودہ کی طرف اشارہ ہے وہاں اس امر کی وضاحت بھی ہے کہ یہ ایک مقتدر اعلیٰ شخصیت کی طرف سے نافذ العمل قانون ہے۔حالانکہ اس زمانے میں آپ نے اپنے ذاتی اقوال وفرامین لکھنے سے کم از کم نوعمر صحابہ کرامؓ کو منع فرمایا ہوا تھا۔

4۔ مستقل آئینی اساس

(Permanent Constitutional Foundation)

میثاق مدینہ صرف ریاست مدینہ ہی کا آئین نہیں ہے بلکہ یہ دستاویز اسلامی ریاست کیلئے بنیادی اور مستقل آئینی اساس کا درجہ بھی رکھتی ہے۔ وہ تمام بنیادی اصول جو اس دستاویز میں طے کئے گئے وہ اسلام کی تعلیمات کے ارتقاء کے باوجود موجود رہے اور مزید ترقی پذیر روایت کی شکل اختیار کرتے رہے مثلاً اللہ تعالی کی حاکمیت کو اس دستور کا بنیادی عنصر قرار دیا گیا جسے قرآن حکیم نے قانونی شکل میں یوں بیان کیا:

ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ھم الکفرون

(۵:۴۴)

اور جو کوئی اس کے مطابق جو اللہ نے نازل کیا ہے فیصلہ نہ کرے تو وہی لوگ کفر کرنے والے ہیں۔

ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ھم الظلمون

(۵:۴۵)

اور جو کوئی اس کے مطابق جو اللہ نے نازل کیا ہے فیصلہ نہ کرے تو وہی لوگ ظالم ہیں۔

ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ھم الفسقون

(۵:۴۷)

اور جو کوئی اس کے مطابق جو اللہ نے نازل کیا ہے فیصلہ نہ کرے تو وہی لوگ فاسق (گنہگار) ہیں۔

حضور اکرم ﷺ کو اس دستور میں مقتدر اعلی اور مطاع مشہود قرار دیا گیا۔ آپ ﷺ کے اس مقام کو قرآن حکیم نے ایک مستقل اور ابدی قانون کی شکل میں

یوں بیان کیا:

وما اتاکم الرسول فخذوہ وما نھکم عنہ فانتھوا

(۷:۵۹)

اور جو کچھ رسول تمہیں دیں وہ لے لو اور جس سے منع فرما دیں اس سے رک جاؤ۔

من یطع الرسول فقد اطاع اللہ

(۴:۸۰)

جس نے رسول کا حکم مانا بے شک اس نے اللہ (ہی) کا حکم مانا۔

یایھا الذین امنوا اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم فان تنازعتم فی شیء فردوہ الی اللہ و الرسول ان کنتم تومنون باللہ و الیوم الاخر ذلک خیر و احسن تاویلا

(۴:۵۹)

اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور اپنے میں سے (اہل حق) صاحبان امر کی۔ پھر اگر کسی مسئلہ میں تم باہمی اختلاف کا شکار ہو جاؤ تو اسے (حتمی فیصلہ کیلئے) اللہ اور رسول ﷺ کی طرف لوٹا دو۔ اگر تم اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہو تو یہ (تمہارے حق میں) بہتر اور انجام کے لحاظ سے اچھا ہے۔

اسی طرح بنیادی انسانی حقوق، قانون کی حکمرانی، اقلیتوں کے تحفظ، خواتین کے حقوق کا تحفظ، معاشی کفالت کا تصور اور دیگر بنیادی اصول جو میثاق مدینہ میں طے کئے گئے آنے والے نظام قانون و سیاست میں ایک اساس کے طور پر قائم

رہے جو مسلم امہ کی قابل فخر دستوری و آئینی روایت (Constitutional Tradition) کی حیثیت رکھتے ہیں۔

5۔ تقسیم اختیارات کا تصور

(Devolution of Powers)

میثاق مدینہ کے تحت وجود میں آنے والی ریاست مدینہ میں مہاجرین، انصار اور مدینہ کے غیر مسلموں اور ان کے متبعین پر مشتمل کئی ریاستی اکائیاں شامل تھیں ان کے باہمی اشتراک سے وجود میں آنے والی ریاست میں حضور اکرم ﷺ کو سربراہ تسلیم کرلیا گیا۔ اس دستور کے تحت جہاں مختلف مملکتی طبقات کو آئینی طور پر Define کیا گیا، ان کے باہمی حقوق وفرائض اور آئینی ذمہ داریوں کو بیان کیا گیا وہاں اس امر کا لحاظ بھی رکھا گیا کہ آئینی قواعد وضوابط کی پابندی ہر سطح پر یقینی ہو اور ہر سطح پر معاملات کو آئینی طور پر چلایا جاسکے اس کے لئے میثاق مدینہ میں تقسیم اختیارات کا تصور رکھا گیا تاکہ مقامی سطح پر نظم وضبط کے قیام کے لئے انتظامی اختیارات تفویض کیے جائیں:

المهاجرون من قريش على ربعتهم يتعاقلون على ربعتهم

قریش میں سے ہجرت کر کے آنے والے اپنے محلے پر (ذمہ دار) ہوں گے

يتعاقلون بينهم معاقلهم الاولى وهم يفدون عانيهم بالمعروف والقسط بين المومنين

(آرٹیکل: ۴)

اور اپنے خون بہا باہم مل کر دیا کریں گے تاکہ ایمان والوں کا باہمی برتاؤ نیکی اور انصاف کا ہو۔

The image cannot be displayed. Your computer may not have enough memory to open the image, or the image may have been corrupted. Restart your computer, and then open the file again. If the red x still appears, you may have to delete the image and then insert it again.

صاحب عقل سلیم کو اپنے دائرہ اثر میں لے لیتا ہے۔حضور اکرم ﷺ نے اس دستور کو تحریر کرواتے وقت اسلام کی انہی خصوصیات کو میثاق مدینہ کی بنیاد بنایا۔اور آنے والے دور کے نئے امکانات کو نظر انداز نہ کیا۔حد سے زیادہ جامد یا غیر لچکدار کے بجائے آپؐ نے اسے متوازن رکھا اور اسے وسعت پذیری کی خصوصیات سے مملو کرتے ہوئے مزید طبقات کی شمولیت کی گنجائش اور امکان کو دستور میں شامل کیا گیا، آرٹیکل نمبر 2 میں لکھا گیا:۔

بین المومنین والمسلمین من قریش و (اھل) یثرب ومن تبعھم فلحق بھم و جاھد معھم۔

یہ معاہدہ قریش میں سے مسلمانوں اور اہل یثرب میں سے ایمان اور اسلام لانے والوں اور ان لوگوں کے مابین ہے جو ان کے تابع ہوں اور ان کے ساتھ شامل ہو جائیں اور ان کے ہمراہ جنگ میں حصہ لیں۔

اس آرٹیکل کے مطابق اس امر کو طے کر دیا گیا کہ اگرچہ اساسی طور پر تو میثاق مدینہ قریش اور مدنی مسلمانوں کے درمیان طے پا رہا ہے مگر اس کے مطابق مستقبل میں کسی بھی دوسرے طبقے کی دستور ہذا کی شرائط کو تسلیم کرتے ہوئے اس معاہدے میں شمولیت پر کوئی پابندی نہیں۔ بلکہ ہر وہ طبقہ جو مستقبل میں ان مذکورہ لوگوں کی اتباع اور ان کے ہمراہ جنگ میں حصہ لینا قبول کر لیں وہ بھی اس دستور کے تحت طے پانے والے معاہدہ عمرانی کا حصہ بن سکتے ہیں۔

اس طرح دستور ہذا کے آرٹیکل نمبر 20 میں درج کیا گیا:۔

و انہ من تبعنا من یہود فان لہ النصر و الاسوۃ و غیر مظلومین ولا متناصر علیہم

اور یہ کہ یہودیوں میں سے جو ہماری اتباع کرے گا تو اسے مدد اور مساوات حاصل

ہو گی نہ ان پر ظلم کیا جائے گا اور نہ ہی ان کے خلاف کوئی مدد دی جائے گی۔

چونکہ یہودی مدینہ میں آباد ایک موثر سیاسی گروہ تھے۔ لہذا ان سے مستقبل میں کسی بھی طرح کے سیاسی تعلق کار کو خارج از امکان نہیں قرار دیا گیا اور اس کے لئے دستوری گنجائش (Constitutional Provision) رکھی گئی کہ اگر مستقبل میں یہودی میثاق مدینہ میں طے کئے گئے دستوری لائحہ عمل کی پابندی اور اہل ایمان کی اتباع کی راہ اختیار کریں تو انہیں بھی مدد، مساوات حاصل ہو گی اور ظلم و تعدی سے تحفظ دیا جائے گا میثاق مدینہ کے اسی Constitutional Provision کی وجہ سے آنے والے زمانے میں یہودی بھی مسلمانوں کے ساتھ اس دستور میں شریک ہو گئے اور غزوہ بدر کے بعد جب مسلمانوں کا اقتدار مزید مستحکم ہوتا نظر آیا تو یہودی اس امر پر مجبور ہو گئے کہ وہ حضور اکرم ﷺ کے ساتھ میثاق مدینہ کے اندر رہتے ہوئے ماتحتانہ تعاون کریں کیونکہ اس سے ان کی مذہبی آزادی بھی محفوظ ہو سکتی تھی۔ اگر دستور کا مزاج غیر لچکدار (Rigid) رکھا گیا ہوتا اور دیگر طبقات کی اس وفاقی وحدت (Federal Unity) میں شمولیت کی گنجائش نہ رکھی گئی ہوتی تو شاید یہود غزوہ بدر کے بعد مسلمانوں سے اشتراک عمل کی بجائے اپنی مذہبی آزادی کے تحفظ کے لئے کسی دوسری راہ کا انتخاب کرتے۔ غزوہ بدر کے بعد یہود کی میثاق مدینہ میں شمولیت کا تذکرہ کرتے ہوئے امام ابو داود نے اپنی کتاب سنن میں (سنن ابی داود کتاب الخراج باب کیف کان اخراج الیھود من المدینہ رقم: ۳۰۰۰) دستور ہذا کے حصہ دوم کو جنگ بدر کے بعد کا واقعہ قرار دیا ہے۔

7۔ مملکت کی اخلاقی اساس (Moral Foundation of State)

میثاق مدینہ میں مختلف طبقات ریاست کے حقوق و فرائض، ریاست کے مختلف اداروں کے وظائف اور آئینی و دستوری نظم کے قیام کے لئے قواعد و قوانین ہی نہیں بیان کئے گئے بلکہ ان قواعد و قوانین پر عمل درآمد کے لئے اخلاقی و روحانی

اساس بھی مہیا کی گئی ۔ کیونکہ ایک مضبوط اخلاقی و روحانی اساس کے بغیر محض قوانین پر عمل درآمد کا تقاضا کما حقہ نتیجہ خیز نہیں ہوسکتا بقول روسو:

''ریاست کے لئے نہایت ضروری ہے کہ ہر شہری کا ایسا مذہب ہو جس کی وجہ سے اسے ادائیگی فرض میں خوشی حاصل ہو مگر اس کے مذہبی عقائد نہ ریاست سے کوئی تعلق رکھتے ہوں نہ جماعت سے، سوائے اس کے کہ ان کا اثر اخلاق اور ان کے فرائض پر پڑے جو ''حقوق العباد'' سے متعلق ہیں''۔

(معاہدہ عمرانی از ژاں ژاک روسو)

یعنی مغربی مفکرین نے بھی مذہب کے بارے میں جزوی نکتہ نظر کا حامل ہونے کے باوجود ایک مثالی ریاست کے لئے اس کی اخلاقی اہمیت کو تسلیم کیا ہے۔

میثاق مدینہ میں ایک صالح، آئین و قانون کے پابند معاشرے کے قیام کے لئے اخلاقی و روحانی اساس فراہم کی گئی:

و ان البر دون الاثم لا یکسب کاسب الاعلی نفسہ

(آرٹیکل: ۵۹)

(ریاست مدینہ کے شہریوں سے) نیکی کی توقع کی جاتی ہے نہ کہ گناہ اور عہد شکنی کی اور یہ کہ جو کوئی جس طرح کا عمل کرے گا (نیکی یا برائی) اس کے اثرات اس کی ذات پر مرتب ہوں گے۔

و ان اللہ جار لمن بر و اتقی و محمد رسول اللہ ﷺ

(آرٹیکل: ۶۳)

اور اللہ اور اس کے رسول محمد ﷺ اس کے نگہبان ہیں جو نیکی اور تقوی (اعلی کردار) کا حامل ہو۔

8۔ آئینی طبقات کا تصور

(Concept of Constitutional Communities)

میثاق مدینہ میں ریاست کے آئینی طبقات کا تصور دیا گیا جو اس آئین و دستور کی اطاعت کے پابند ہوں گے۔ آرٹیکل نمبر 2 میں لکھا گیا:۔

بین المومنین والمسلمین

یہ معاہدہ قریش میں سے مسلمانوں اور اہل یثرب میں سے

من قریش و (اھل) یثرب و من تبعھم فلحق بہم و جاھد معہم

ایمان اور اسلام لانے والوں اور ان لوگوں کے مابین ہے جو ان کے تابع ہوں اور ان کے ساتھ شامل ہو جائیں اور ان کے ہمراہ جنگ میں حصہ لیں۔

اس طرح اس آرٹیکل کے تحت ریاست مدینہ کے درج ذیل آئینی طبقات قرار پائے۔

۱۔ مہاجرین (قریش کے مسلمان لوگ)

۲۔ اہل یثرب میں سے مسلمان لوگ

۳۔ وہ لوگ جو مذکورہ دونوں طبقات کے ساتھ الحاق کریں اور شرائط الحاق بشمول جہاد کی پابندی کریں۔

یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ آئینی طبقات کی تخصیص و تشکیل کرتے وقت دستور میں حضور ختمی مرتبت ﷺ کے مقام و مرتبہ کو عام طبقات سے بالاتر رکھا گیا۔ اگر دستور کی آرٹیکل نمبر 1 اور 2 کو تقابلی انداز سے دیکھا جائے تو یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ اس نو تشکیل شدہ دستور میں حضور اکرم ﷺ کی آئینی حیثیت مطاع (Super-Ordinate) اور دیگر طبقات کی آئینی حیثیت مطیع

(Sub-Ordinate) کی ہے۔ آئینی حیثیت کے تعین کا یہی فرق امت مسلمہ کو آئین ودستور سازی کے حوالے سے رہنما اصول بھی عطا کرتا ہے۔

9۔ سیاسی وحدت کا تصور (تصور مملکت)

(Concept of Political Unity)

میثاق مدینہ میں دینی، مذہبی اور اعتقادی وحدت سے ماسوا سیاسی اور معاہداتی وحدت کا تصور بھی دیا گیا۔ یہ تصور سیاسی مفہوم کی ایک ایسی نئی توسیع تھا جس کی پہلے کوئی نظیر نہیں ملتی۔ مملکت کے اندر دینی اور مذہبی وحدت کے علاوہ موجود دیگر اکائیوں کو ایک جاندار ریاستی کردار عطا کرنے کیلئے ضروری تھا کہ انہیں بھی ایک ایسا باوقار سیاسی، ریاستی مقام دیا جاتا کہ وہ بھی اپنے آپ کو ریاست کا ایک عضو فعال تصور کرتے ہوئے ایک ذمہ دار کردار ادا کرتے۔ اس لئے وہ تمام فریق جن کے درمیان میثاق مدینہ طے پایا اور ان کی اتباع میں مستقبل میں اس میثاق میں شریک ہونے والے فریقوں کو میثاق مدینہ کے آرٹیکل نمبر 3 کے تحت وحدت قرار دیا گیا۔

انہم امت واحدۃ ومن دون الناس

تمام دنیا کے لوگوں کے مقابل میثاق مدینہ میں شریک فریقوں کی ایک علیحدہ سیاسی وحدت ہوگی۔

اسی طرح میثاق مدینہ کی آرٹیکل نمبر 30 میں قرار دیا گیا کہ

و ان یہود بنی عوف امت مع المومنین للیہود دینہم وللمسلمین دینہم موالیہم وانفسہم الا من ظلم و اثم فانہ لا یوتغ الا نفسہ و اہلہ

اور نبی عوف کے یہودی مومنین کے ساتھ سیاسی وحدت تسلیم کیے جاتے ہیں یہودیوں کو ان کا دین اور مسلمانوں کو ان کا دین موالی ہوں یا اصل ہاں جو ظلم یا عہد شکنی کا بیتہ ارتکاب کرے تو اس کی ذات یا گھرانے کے سوائے کوئی مصیبت میں

نہیں پڑے گا۔

10۔ امت مسلمہ کا تصور

(Concept of Muslim Ummah)

میثاق مدینہ میں جہاں ایک طرف ریاست کی سیاسی وحدت کا تصور دیا گیا وہاں امت مسلمہ کا الگ سے تشخص اجاگر کر کے مستقبل میں پیدا ہونے والے اس مغالطے کا ازالہ بھی کر دیا گیا کہ ریاست کے تمام فریقوں کے ایک سیاسی وحدت ہونے کے ناطے مسلم اور غیر مسلم ایک ہی آئینی مرتبے (Constitutional Status) کے حامل ہیں بلکہ میثاق مدینہ کی متعدد دفعات میں امت مسلمہ کا فائق اور ریاست کے دیگر آئینی طبقات سے ممتاز مقام واضح کیا گیا۔ امت مسلمہ کے الگ وحدت کے تصور کو دفعہ نمبر 19 میں یوں بیان کیا گیا۔

و ان المومنین بعضہم موالی بعض دون الناس

اور ایمان والے باہم بھائی بھائی ہیں ساری دنیا کے لوگوں کے مقابل

ریاستی معاملات میں امت مسلمہ کے کردار کا تعین آرٹیکل نمبر 21 میں یوں کیا گیا:۔

و ان سلم المومنین واحدۃ لا یسالم مومن دون مومن فی قتال فی سبیل اللہ الا علی

اور ایمان والوں کی صلح ایک ہی ہوگی اللہ کی راہ میں لڑائی ہوگی تو کوئی ایمان والا دوسرے ایمان سواء وعدل بینھم والے کو چھوڑ کر دشمن سے صلح نہیں کرے گا جبکہ یہ صلح ان کیلئے برابر و یکساں نہ ہو۔

آرٹیکل نمبر 23 میں بیان کیا گیا:

و ان المومنین یبیئ بعضہم عن بعض بمانال دماؤھم فی سبیل اللہ

اور ایمان والے باہم اس چیز کا انتقام لیں گے جو خدائی راہ میں ان کو پہنچے۔
اس طرح ریاست مدینہ میں میثاق مدینہ کے تحت آئینی و دستوری پابندی کو امت مسلمہ کا خاصہ قرار دیا گیا۔

آرٹیکل نمبر 24 کے مطابق

و ان المومنین المتقین علی احسن هدی واقوامه

اور بے شک متقی ایمان والے سب سے اچھے اور سب سے سیدھے راستے پر ہیں۔

آرٹیکل نمبر 27 میں قرار دیا گیا:۔

و انه لا یحل مومن اقربما فی هذه الصحیفة وامن بالله والیوم الاخر ان ینصر محدثا او یوویه و ان من نصره او آواه فان علیه لعنة الله و

اور کسی ایسے ایمان والے کے لئے جو اس دستورالعمل کے مندرجات کی تعمیل کا اظہار کر چکا اور خدا و یوم آخرت پر ایمان لا چکا ہو یہ بات جائز نہ ہوگی کہ کسی قاتل کو مدد یا

غضبه یوم القیمة ولا یوخذ منه صرف ولا عدل

پناہ دے اور جو اسے مدد یا پناہ دے اس پر قیامت میں خدا کی لعنت اور غضب نازل ہونگے اور اس سے کوئی رقم یا معاوضہ قبول نہ ہوگا۔
اسی طرح خون مسلم کی حرمت کے تصور کو اس دستور میں اجاگر کیا گیا آرٹیکل نمبر 26 میں قرار دیا گیا۔

و انه من اعتبط مومنا قتلا عن بینة فانه قود به الا ان یرضی ولی المقتول بالعقل و ان المومنین علیه کافة

ولا یحل لهم الاقيام عليه

اور جو شخص کسی مومن کو عمداً قتل کرے اور ثبوت پیش ہو تو اس سے قصاص لیا جائے گا۔ بجز اس کے کہ مقتول کا ولی خون بہا پر راضی ہو جائے اور تمام ایمان والے اس کی تعمیل کیلئے اٹھیں اور اس کی تعمیل کے سوا انہیں کوئی چیز جائز نہ ہوگی۔

11۔ قانون کی حکمرانی اور نظام کی بالادستی (Rule of Law)

اس دستور کے تحت قانون کی حکمرانی کو لازمی قرار دیا گیا اور کئی دفعات کے تحت ایسے اقدامات کی طرف اشارہ کیا گیا کہ نو تشکیل شدہ ریاست مدینہ کے اندر ایک ایسا ماحول پیدا کیا جا سکے جہاں کوئی بھی ریاستی فریق قانون کی حکمرانی سے بغاوت نہ کر سکے۔

آرٹیکل نمبر 17 کے مطابق:

ولا يقتل مومن مومنا فی كافر ولا ينصر كافرا علی مومن

اور کوئی ایمان والا کسی ایمان والے کو کسی کافر کے بدلے قتل نہیں کرے گا اور نہ کسی کافر کی کسی ایمان والے کے خلاف مدد کرے گا۔

اسی طرح اہل ایمان کے درمیان بھی مختلف معاملات اور امور کے ضمن میں قانون، اصول اور ضابطے کی پاسداری کو لازمی قرار دیا گیا۔

آرٹیکل نمبر 15 کے مطابق:

و ان لا يحالف مومن مولی مومن دونه

اور یہ کہ کوئی مومن کسی دوسرے مومن کے مولی (معاہداتی بھائی) سے خود معاہدہ برداری پیدا نہیں کرے گا

اسی طرح اس دستور میں قانون پر عمل درآمد میں حائل تمام تر ممانعات کا تدارک کیا گیا تا کہ ریاست کے اندر ہر شخص کو جان مال اور آبرو کا تحفظ میسر آ سکے

آرٹیکل نمبر 42 کے مطابق :۔

وانه لا ینحجز علی ثار جرح

اور کسی مار، زخم کا بدلا لینے میں کوئی رکاوٹ نہیں ڈالی جائے گی

آرٹیکل نمبر 43 کے مطابق :۔

و انه من فتك بنفسه فتك و اهل بيته الا من ظلم و ان الله علی ابر هذا

جو خون ریزی کرے تو اس کی ذات اور اس کا گھرانہ ذمہ دار ہو گا ورنہ ظلم ہو گا۔ اور خدا اس کے ساتھ ہے جو اس دستورالعمل کی زیادہ سے زیادہ وفا شعارانہ تعمیل کرے۔

12۔ مقامی رسوم وقوانین کا احترام

(Respect of Local Customs & Laws)

میثاق مدینہ کی شکل میں اگر چہ ریاست مدینہ کو قومی زندگی کا ایک نیا ضابطہ دیا گیا تا کہ قومی سطح پر نظم و نسق پیدا کیا جا سکے مگر آئین و قانون کی تشکیل نو کے اس مرحلے پر اس حکمت کو نظر انداز نہیں کیا گیا کہ صدیوں سے رائج رسوم و رواج سے عوام الناس کو یک لخت علیحدہ نہیں کیا جا سکتا۔ لہذا ایک نیا دستور متعارف کراتے ہوئے بھی حضور اکرم ﷺ نے ریاست مدینہ کے مختلف فریقوں کے پہلے سے مروجہ مقامی قوانین کو نظر انداز نہیں فرمایا بلکہ حتی الامکان حد تک انہیں ریاستی دستور کے اندر Accommodate کیا گیا۔

دستور کے آرٹیکل 4 سے 12 تک جب مختلف آئینی طبقات کے لئے قانون

دیت کے نفاذ کی بات کی گئی تو یہ قرار دیا گیا کہ مہاجرین قریش، بنی عوف، بنی حارث، بنو ساعدہ، بنو جشم، بنو نجار، بنو عمرو، بنو نبیت اور بنو اوس خون بہا کی ادائیگی کے لئے اپنے اپنے قبائلی قوانین کی پابندی کریں گے۔

13۔معاشی کفالت کا تصور (Concept of Economic Support)

اسلامی ریاست حقیقی معنوں میں ایک فلاحی ریاست ہوتی ہے جس کے شہریوں کو نہ صرف جان و مال کا تحفظ حاصل ہوتا ہے بلکہ افراد معاشرہ کو بنیادی لوازمات حیات کی فراہمی کیلئے بھی ریاست ممکنہ اقدامات بروئے کار لاتی ہے۔ معاشی کفالت کے اس تصور کو میثاق مدینہ کا جزو بھی بنایا گیا۔آرٹیکل نمبر 14 میں یہ قرار دیا گیا کہ

> ''اور ایمان والے کسی قرض کے بوجھ سے دبے ہوئے کو مدد کیے بغیر نہیں چھوڑیں گے جن کے ذمہ زرفدیہ یا دیت ہے''

آرٹیکل نمبر 13 میں ہر ریاستی طبقہ کو اس بات کا پابند کیا گیا کہ وہ اپنے گروہ کے قیدیوں کا زرفدیہ ادا کرے۔

> وکل طائفة تفدی عانیها بالمعروف والقسط بین المومنین
>
> ہر گروہ اپنے قیدیوں کا زرفدیہ ادا کر کے (اسے رہائی دلائے گا) اور اس ضمن میں مسلمانوں کے درمیان قانون انصاف کے بلا امتیاز اطلاق کو یقینی بنائے گا''

14۔دفاعی معاہدہ (Defence Pact)

میثاق مدینہ نہ صرف ایک سیاسی دستور کی حیثیت رکھتا ہے بلکہ یہ ریاست مدینہ کے شہریوں کیلئے ایک دفاعی معاہدہ بھی تھا۔جس کے اندر نہ صرف ریاست مدینہ کے دفاع کیلئے ضروری امور کو طے کرلیا گیا بلکہ اس بنیادی ضابطے کو بھی طے کر

دیا گیا کہ جس طرح دستوری، قانونی، انتظامی اور عدالتی اختیارات کا منبع اور سرچشمہ حضور اکرم ﷺ کی ذات مقدسہ ہے اسی طرح ریاست کی اعلیٰ ترین فوجی قیادت (Commander in Chief) بھی آپ ہی کی ذات ہوگی۔ آرٹیکل نمبر 41 کے مطابق:۔

وانہ لا یخرج منہم احد الا باذن محمد

اور یہ کہ ان میں سے کوئی بھی محمد ﷺ کی اجازت کے بغیر فوجی کارروائی کیلئے نہیں نکلے گا"

ریاست کی اعلیٰ ترین فوجی قیادت کے تعین کے بعد ان امور کو میثاق مدینہ میں بیان کیا گیا:۔

۱۔ جنگی اتحادیوں کیلئے امداد باہمی پر مبنی قانون متعارف کروایا گیا۔

و ان کل غازیہ غزت معنا یعقب بعضھا بعضا

(آرٹیکل 22)

اور ان تمام اتحادیوں کو جو ہمارے ہمراہ جنگ کریں باہم نوبت بہ نوبت چھٹی دلائی جائے گی۔

۲۔ یہودی مسلمانوں کے جنگی اتحادی ہونے کے ناطے مسلمانوں کے ساتھ جنگی اخراجات بھی برداشت کریں گے۔

و ان الیہود ینفقون مع المومنین ما داموا محاربین

(آرٹیکل 29)

اور یہودی اس وقت تک مومنین کے ساتھ اخراجات برداشت کرتے رہیں گے جب تک وہ مل کر جنگ کرتے رہیں گے

۳۔ جہاں ضروری ہو وہاں یہود اور مسلمان اپنے اپنے جنگ کے اخراجات جداگانہ برداشت کریں گے۔

و ان علی الیہود نفقتهم و علی المسلمین نفقتهم

(آرٹیکل 44)

اور یہودیوں پر ان کے خرچ کا بار ہوگا اور مسلمان پر ان کے خرچ کا

۴۔ اس دستور میں شریک تمام فریقین پر باہم ایک دوسرے کا دفاع لازم ہوگا۔

و ان بینهم النصر علی من حارب اهل هذه الصحیفه

(آرٹیکل 45)

اور جو کوئی اس دستور والوں سے جنگ کرے تو ان (یہودی اور مسلمانوں) میں باہم امداد عمل میں آئے گی

۵۔ بیرونی حملہ کی صورت میں ریاست مدینہ کا دفاع سب کی مشترکہ ذمہ داری ہوگی

و ان بینهم النصر علی من دهم یثرب

(آرٹیکل 54)

کسی بیرونی حملہ کی صورت میں ریاست مدینہ کا دفاع یہودی و مسلمانوں کی مشترکہ ذمہ داری ہوگی۔

۶۔ ہر فریق ریاست کی طرف سے طے پانے والے معاہدہ امن کی لازمی پابندی کرے گا۔

واذا دعوا الی صلح یصالحونه ویلبسونه فانهم یصالحونه ویلبسونه و انهم اذا دعوا الی مثل ذلك

فانه لهم علی المومنین

(آرٹیکل 55)

اور اگر ان کو کسی صلح میں مدعو کیا جائے تو وہ بھی صلح کریں گے اور اس میں شریک رہیں گے اور اگر وہ کسی ایسے ہی امر کی طرف بلائیں تو مومنین کا بھی فریضہ ہوگا کہ ان کے ساتھ ایسا ہی کریں گے۔

۷۔ میثاق مدینہ دفاعی معاہدہ ہونے کے ناطے ایک سیاسی اور ریاستی دفاعی معاہدہ ہوگا نہ کہ دینی و مذہبی دفاعی معاہدہ یعنی ریاست مدینہ یا اس کے کسی بھی فریق کا طے کردہ کوئی بھی دفاعی معاہدہ امت مسلمہ کی حفاظت دین کی ذمہ داری کو معطل نہیں کرسکتا۔

(فانه لهم على المومنين) الا من حارب فى الدين

(آرٹیکل 56)

اسی طرح مسلمانوں پر لازم ہے کہ اگر انہیں کسی امن معاہدے میں شرکت کی دعوت دی جائے تو وہ اس کی پابندی کریں گے بجز اس کے کہ کوئی دینی جنگ کرے۔

15۔ بنیادی انسانی حقوق کی ضمانت

(Guarantee of Fundamental Human Rights)

میثاق مدینہ میں بنیادی انسانی حقوق کے تحفظ کو یقینی بنایا گیا۔ اس امر کا لحاظ رکھا گیا کہ ریاست کے شہریوں کا حق زندگی، حق ملکیت اور جمہوری آزادی کسی طور پر بھی متاثر نہیں ہوگی یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ جدید مہذب دنیا نے اس حوالے سے بہت بعد میں ارتقائی منازل طے کیں۔ ۲۶ جون ۱۹۴۵ء کو اقوام متحدہ کا چارٹر منظور کیا گیا۔ اقوام متحدہ کے قیام کے مقاصد کا ذکر کرتے ہوئے آرٹیکل 1(3) میں بنیادی انسانی حقوق کے تحفظ کا تذکرہ کیا گیا:

"Article 1:

The Purposes of the United Nations are:

3. To achieve international co-operation in solving international problems of an economic, social, cultural, or humanitarian charachter, and in promoting and encouraging respect for human rights

and for fundamental freedoms for all without distinction as to race, sex, language, or religion; ...."

(Phyllis Bennis, Calling the Shots)

''اقوام متحدہ کے قیام کے مقاصد یہ ہیں کہ:

۳۔ عالمی سطح پر اقتصادی' سماجی' ثقافتی اور انسانی (حقوق) کے مسائل کو حل کرنے کے لئے بین الاقوامی تعاون کا حصول تاکہ انسانی حقوق کا فروغ وحوصلہ افزائی اور بغیر نسل' جنس' زبان یا مذہب کی تمیز کے بنیادی آزادیوں کی فراہمی ممکن ہو سکے''

اسی طرح اس چارٹر کے آرٹیکل 55 میں بنیادی حقوق کا تذکرہ کرتے ہوئے یہ طے کیا گیا:

"Article 55:

With a view to the creation of conditions of stability and well-being which are necessary for peaceful and friendly relations among nations based on respect for the principle of equal rights and self-determination of peoples, the United Nations shall promote:

a. higher standars of living full employment, and conditions of economic and social progress and development;

b. solutions of international economic, social, health, and related problems; and international cultural and educational co-operation; and

c. universal respect for, and observance of, human rights and fundamental freedoms for all without distinction as to race, sex, language, or religion."

(Phyllis Bennis, Calling the Shots)

"عالمی سطح پر اقوام عالم کے مابین برابر حقوق اور عوام کے حق خود ارادیت کے اصول کی بنیاد پر امن اور دوستانہ تعلقات کے قیام کے لئے اولین ضرورت یعنی استحکام اور بہبود کے حصول کے لئے اقوام متحدہ بایں طور کوشاں رہے گی کہ:

ا۔ اعلیٰ معیار زندگی، کلی روزگار اور اقتصادی وسماجی ترقی کو فروغ دیا جائے گا۔

ب۔ بین الاقوامی اقتصادی، سماجی اور صحت سے متعلقہ مسائل کو حل کیا جائے گا اور بین الاقوامی ثقافت و تعلیمی تعاون کو فروغ دیا جائے گا اور

ج۔ عالمی سطح پر رنگ ونسل، جنس، زبان یا مذہب کے امتیاز کے بغیر انسانی حقوق اور بنیادی آزادیوں کے احترام کو فروغ دیا جائے گا۔

اقوام متحدہ کا "عالمی منشور حقوق انسانی" ۱۰ دسمبر ۱۹۴۸ء کو منظور کیا گیا اگرچہ یہ ایک اعلان تھا نہ کہ معاہدہ جس کی پابندی تمام اقوام عالم پر ضروری ہوتی پھر بھی اکثر ممالک نے اس کے حق میں ووٹ دینے سے اجتناب کیا۔ آج کے ترقی یافتہ دور میں بھی اگر مغربی معاشرے میں بنیادی حقوق کی صورت حال اتنی حوصلہ افزاء نہیں۔ مغرب میں مدتوں عورت کو قانونی بنیادوں پر بنیادی حقوق سے محروم رکھا گیا:

"That all law has been discriminatory against women is beyond dispute. One need only to recall that women were specifically denied the right to vote prior to the passage of the Nineteenth Amendment. Less well known, but very important, was the 1824 Mississippi Supreme Court decision upholding the right of husbands to beat their wives (the United States Supreme Court finally prohibited this practice in 1891). In another case....... the Supreme Court ruled that the "equal protection" clause of the Fourtheenth Amendment did not apply to women."

(D. Stanley Fitzen, In Conflict and Disorder)

''یہ حقیقت کہ (مغرب میں) خواتین کے قوانین امتیازی رہے شک وشبہ سے بالاتر ہے۔حتی کہ یہاں (امریکہ میں) انیسویں ترمیم کے منظور ہونے سے قبل عورتوں کو حق رائے دہی بھی حاصل نہ تھا۔اگر چہ یہ بات اتنے زیادہ لوگوں کو معلوم نہیں مگر (اس روایت کی وضاحت کے لئے) اہم ضرور ہے کہ 1824 میں سپریم کورٹ نے مردوں کا یہ حق قرار دیا تھا کہ وہ عورتوں کو زدوکوب کرتے رہیں۔ اگر چہ اسے امریکی عدالت عالیہ نے 1891ء میں غیر قانونی قرار دے دیا۔ عورتوں کے لئے امتیازی سلوک کی ایک اور مثال مقدمے میں امریکی عدالت عالیہ کا یہ فیصلہ ہے کہ چودھویں آئینی ترمیم کے ''مساوی حقوق'' کے حصے کا اطلاق عورتوں پر نہیں ہوتا یعنی انہیں معاشرے میں مردوں کے برابر حقوق نہیں دیے جاسکتے۔''

مغرب میں بنیادی حقوق کے حوالے سے عورتوں سے یہ سلوک آج بھی جاری ہے۔اس کی تازہ مثال امریکی دستور ساز ایوان میں جون 1982ء میں مسترد ہونے والی وہ ترمیم ہے جس کا تعلق عورتوں کو برابر حقوق دینے سے تھا۔اس کے متن میں درج تھا کہ

"Equality of rights under the law shall not be denied or abridged by the United States or by any State on account of Sex."

(D. Stanley Fitzen, In Conflict and Disorder)

''یعنی قانون کے تحت ریاست ہائے متحدہ امریکہ یا اس کی کوئی بھی ریاست جنس کی بنیاد پر مساوی حقوق کی ضمانت کی نفی نہیں کرے گی۔''

مگر ریاست مدینہ کے آئین میں رنگ ونسل اور جنس کے امتیاز کے بغیر بنیادی انسانی حقوق کی واضح اور یقینی طور پر ضمانت دی گئی۔

و ان المومنین المتقین ایدیھم علی کل من بغی

منهم او ابتغی دسیعة ظلم او اثما او عدوانا او فسادا
بین المومنین و ان ایدیهم علیه جمیعا ولو کان ولد
احدهم

(آرٹیکل:١٦)

اور متقی ایمان والوں کے ہاتھ ہر اس شخص کے خلاف اٹھیں گے جو ان میں سرکشی کرے یا استحصال بالجبر کرنا چاہے یا گناہ یا تعدی کا ارتکاب کرے یا ایمان والوں میں فساد پھیلانا چاہے اور ان کے ساتھ سب مل کر ایسے شخص کے خلاف اٹھیں گے خواہ وہ ان میں سے کسی کا بیٹا ہی کیوں نہ ہو۔

اسی طرح جان و مال اور آبرو کے تحفظ میں بھی ریاستی شہریوں میں کوئی امتیاز روا نہیں رکھا گیا۔

و ان الجار کالنفس غیر مضار ولا اثم

(آرٹیکل:٥٠)

پناہ گزین سے وہی برتاؤ ہوگا جو اصل (پناہ دہندہ) کے ساتھ نہ اس کو ضرر پہنچایا جائے گا اور نہ خود وہ عہد شکنی کرے گا۔

16۔ مذہبی آزادی کا تحفظ

(Protection of Religious Freedom)

میثاق مدینہ میں نہ صرف ریاست مدینہ کے شہریوں کے بنیادی حقوق کے تحفظ کی ضمانت دی گئی اور اس کے لئے باقاعدہ قانون و آئینی اقدامات وضع کئے گئے بلکہ ریاست مدینہ میں آباد اقلیتوں کے لئے بھی مذہبی آزادی کو یقینی بنایا گیا۔

تاہم بطور ایک ذمہ دار شہری کے ریاست مدینہ میں آباد اقلیتوں سے اس پابندی کا اقرار لیا گیا کہ وہ آئین کی پابندی کریں گے اور کسی طور بھی آئین اور دستور کی

خلاف ورزی یا معاشرہ میں فتنہ پروری وظلم آفرینی کا باعث نہیں بنیں گے۔

و ان یھود بنی عوف امۃ مع المومنین للیھود دینھم ولـلمسلمین دینھم موالیھم و انفسھم الامن ظلم و اثم فانہ لا

اور بنی عوف کے یہودی مومنین کے ساتھ ایک سیاسی وحدت تسلیم کئے جاتے ہیں یہودیوں کے لئے ان کا دین اور مسلمانوں کے لئے ان کا دین

یوتغ الا نفسہ و اہل بیتہ

(آرٹیکل: ۳۰)

موالی ہوں یا اصل، ہاں جو ظلم یا عہد شکنی کا ارتکاب کرے تو اس کی ذات یا گھرانے کے سوا کوئی مصیبت میں نہیں پڑے گا۔

مزید طے پایا کہ مذہبی آزادی کے اس تحفظ کو کسی ایک طبقہ کے ساتھ مخصوص نہ کیا جائے بلکہ

ا) ریاست مدینہ میں آباد یہود قبائل، بشمول بنی نجار، بنی الحارث، بنی ساعدہ، بنی جشم، بنی الاوس، بنی ثعلبہ، بنی شطیبہ سب کا فرداً فرداً تذکرہ کیا گیا کہ تمام یہودی قبائل کو مذہبی آزادی کا آئینی تحفظ حاصل ہوگا۔

ب) یہ بھی قرار دیا گیا کہ ان یہودی قبائل کی ذیلی شاخوں اور ان کے موالی کو بھی مذہبی آزادی کا حق اسی طرح حاصل ہوگا۔

17۔ اقلیتوں کا تحفظ

(Protection of the Minorities)

میثاق مدینہ کے تحت آئینی طبقات کو بیان کرتے ہوئے امت مسلمہ کے علاوہ ریاست کے دوسرے فریقوں کو نہ صرف ایک باوقار دستوری مرتبہ دیا گیا بلکہ اس

سے بڑھ کر ایک سیاسی وحدت تسلیم کیے جانے کے ساتھ ساتھ مکمل مذہبی آزادی کی ضمانت بھی دی گئی۔ آرٹیکل نمبر 30 میں قرار دیا گیا۔

''اور بنی عوف کے یہودی مسلمانوں کے ساتھ ایک سیاسی وحدت تسلیم کیے جاتے ہیں یہودیوں کے لئے ان کا دین اور مسلمانوں کے لئے ان کا دین۔ موالی ہوں یا اصل، ہاں جو ظلم یا عہد شکنی کا ارتکاب کرے تو اس کی ذات یا گھرانے کے سوائے کوئی مصیبت میں نہیں پڑے گا۔''

اسی طرح آرٹیکل نمبر 31 سے آرٹیکل نمبر 40 تک یہ بیان کیا گیا کہ میثاق مدینہ میں شامل تمام یہودیوں بشمول بنی نجار، بنی حارث، بنی ساعدہ، بنی جشم، بنی اوس، بنی ثعلبہ، جفنہ، بنی شطیبہ اور ان کی موالی یہودیوں کو بھی وہ تمام حقوق حاصل ہونگے جو بنی عوف کو حاصل ہونگے تاہم اقلیتوں کو اتنی زیادہ واضح مذہبی آزادی فراہم کیے جانے پر ایک بنیادی شرط کا پابند بھی کیا گیا اور وہ شرط تھی دستور کی پابندی اور یہی شرط مسلمانوں کے لئے بھی یکساں تھی۔ آرٹیکل نمبر 38 میں قرار دیا گیا۔

و ان البر دون اثم

یہود سے وفا شعاری نہ کہ عہد شکنی کی توقع کی جاتی ہے

18۔ خواتین کے حقوق کی ضمانت

(Guarantee of Women's Rights)

میثاق مدینہ میں جہاں مختلف طبقات ریاست کے حقوق کے تحفظ کی بات کی گئی وہاں تاریخ انسانی میں پہلی مرتبہ خواتین کی عزت، حرمت اور سماجی مرتبے کے تحفظ کی ضمانت دی گئی اور اس امر کو طے کیا گیا کہ ریاست مدینہ کے اندر خواتین کے معاملات کے حوالے سے کسی بھی ایسے اقدام کی اجازت نہیں دی جائے گی جو معروف معنوں میں خواتین کی عزت، حرمت اور وقار کے منافی ہو۔

و انه لا تجار حرمة الا باذن اهلها۔(آرٹیکل 51)

اور کسی عورت کو اس کے خاندان (اہل خانہ) کی رضامندی سے ہی پناہ دی جائے گی۔

19۔مخالفین کی سازشوں کا تدارک

(Eradication of Opponents' Conspiracies)

میثاق مدینہ کے تحت جہاں مسلمانان مدینہ کو ایک جامع دفاعی معاہدے کے تحت استحکام اور تمکن حاصل کرنے کا موقع فراہم کیا گیا وہاں اس امر کا بھی اہتمام کیا گیا کہ مسلمانوں کے وہ ازلی دشمن جن کی وجہ سے وہ ترک وطن پر مجبور ہوئے ان کی بیخ کنی کا موثر اہتمام کیا جائے تاکہ مستقبل میں کسی بھی طور پر مسلمانوں کو اس خطرے کی شدت کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

ا۔ یہ طے پایا کہ نہ ہی تو قریش کو پناہ دی جائے گی اور نہ ہی قریش کے معاونین کے ساتھ کسی نوعیت کا کوئی معاملہ روا رکھا جائے گا۔تاکہ اس سماجی مقاطعہ کے نتیجے میں قریش کی قوت فروغ پذیر نہ ہو سکے۔

و انه لا تجار قریش ولا من نصرها۔

(آرٹیکل 53)

اور قریش کو پناہ نہیں دی جائے گی اور نہ اس کو جو انہیں مدد دے۔

ب۔ یہ امر قرار پایا کہ مسلمان کو کسی کافر کے بدلے قتل نہیں کیا جائے گا اور نہ ہی اہل ایمان کسی معاملے میں اہل ایمان کے مقابل اہل کفر کے معاون ہوں گے۔

ولا یقتل مومن مومنا فی کافر ولا ینصر کافرا علی مومن

(آرٹیکل 17)

اور کوئی ایمان والا کسی ایمان والے کو کسی کافر کے بدلے میں قتل نہیں

کرے گا اور نہ کسی کافر کی کسی ایمان والے کے خلاف مدد کرے گا۔

20۔مدینہ کا دارالامن قرار دیا جانا

(Madina was declared Sanctuary)

میثاق مدینہ میں طے پانے والے دیگر امور کے علاوہ سیاسی اور دینی و مذہبی نقطہ نظر سے نمایاں ترین امر مدینہ میں رہنے والے مختلف النوع طبقات سے مدینہ کو دارالامن اور حرم تسلیم کروالینا ہے۔اس کی اہمیت کا اندازہ تب ہوتا ہے جب ہم اس دور میں مکہ مکرمہ کے حرم ہونے کے مقام و مرتبہ کو مستحضر رکھیں۔بلا شبہ اہل مدینہ سے ریاست مدینہ کے قیام کے بعد مدینہ کو حرم تسلیم کروالینا حضور اکرم ﷺ کی بے مثال سیاسی بصیرت اور معاملات پر کلی گرفت کا آئینہ دار ہے:۔

و ان یثرب حرام جوفھا لاھل ھذہ الصحیفہ

(آرٹیکل 49)

اور یثرب کا جوف (یعنی میدان جو پہاڑوں سے گھرا ہوا ہے) اس دستور والوں کیلئے حرم (دارالامن) ہوگا (یعنی یہاں آپس میں جنگ کرنا منع ہوگا)۔

مدینہ کو حرم قرار دے کر آپ نے نہ صرف اپنی حاکمیت مدینہ کے مختلف النوع طبقات سے منوالی بلکہ مدینہ میں آئے روز کی بے مقصد جنگ وجدال کے قلع قمع کا موثر اور مستقل اہتمام بھی کر دیا۔

میثاق مدینہ مستشرقین کی نظر میں

مستشرقین نے جب کبھی بھی رسول اللہ ﷺ کے بارے میں لکھا' حقائق کے بیان اور آپ ﷺ کی پیغمبرانہ عظمت کو کما حقہ بیان کرنے کے لئے انہوں نے حقیقت پسندی سے کم ہی کام لیا ہے۔یہی وجہ ہے کہ انسانی تاریخ میں آئین ریاست مدینہ کی جو اہمیت ہے اس کا آج تک ان کی طرف سے اعتراف نہیں کیا گیا

مگر سیرت نبوی پر اپنی تحقیق و تحریر میں اہل مغرب میثاق مدینہ کی اہمیت کو نظر انداز نہیں کر سکے۔ ذیل میں آئین ریاست مدینہ کے بارے میں چند مستشرقین کے تاثرات دیئے جا رہے ہیں:

تھامس آرنلڈ

(Sir Thomas Arnold)

In order to appreciate his position after the Flight, it is important to remember the peculair character of Arab society at that time, as far at least as this part of the peninsula was concerned. There was an entire absence of any organised Administration or Judicial system such as in modern times we connect with the idea of a Government. Each tribe or class formed a separate and absolutely independent body, and this independence extended itself also to the individual members of the tribe, each of whom recognised the authority or leadership of his chief only as being the exponent of a public opinion which he himself happend to share but he was quite at liberty to refuse his conformity to the (even) unanimous resolve of his fellow clansmen. Further there was no regular transmission of the office of Chieftain . . . . . .

We can understand how Muhammad could establish himself at Madina as the head of a large and increasing body of adherents who looked upto him as their head and leader and acknowledged no other authority, ... without exciting any feeling of

insecurity, or any fear of encroachment on recognised authority, ... Muhammad thus exercised temporal authority over his people just as any other independent chief might have done, the only difference being that on the case of the Muslims a religious bond took the place of family blood ties.
(The Preaching of Islam)

ہجرت کے بعد آپؐ کی پوزیشن کو سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ اس دور کے عرب کے یا کم از کم جزیرہ نمائے عرب کے اس متعلقہ حصے (مدینہ منورہ) کے حالات کو سامنے رکھا جائے۔ اس وقت وہاں کسی بھی طرح کا کوئی انتظامی یا عدالتی نظام نہیں تھا جس طرح آج حکومت کے تصور کے ساتھ ہمارے ذہنوں میں آتا ہے ہر قبیلہ یا جماعت کا الگ آزادانہ وجود تھا اور پھر اس قبیلہ یا جماعت کی یہ آزادی اس کے افراد تک پھیلی ہوئی تھی۔ یعنی ان میں سے ہر فرد اپنے سردار کے اختیار کو صرف اس لئے مانتا تھا کہ وہ قبیلہ بھر کی مشترکہ رائے کا مظہر ہوتا تھا لیکن اس کے باوجود وہ اس امر میں آزاد تھا کہ وہ اپنے ہم قبیلہ ساتھیوں کی اجتماعی رائے سے بھی اختلاف کرے۔ مزید یہ کہ قبیلہ کے سردار کا باقاعدہ کوئی اختیاراتی نظام بھی نہیں تھا۔

(ان حالات کے پیش نظر) ہم سمجھ سکتے ہیں کہ محمد ﷺ نے کس طرح مدینہ کے مختلف النوع افراد سے بطور سربراہ اپنے آپ کو اور اپنے اختیار کو منوالیا تھا (جو آپ کی کمال سیاسی بصیرت کا مظہر ہے) اور لوگوں نے یہ سب کچھ بغیر کسی احساس عدم تحفظ یا کسی حکومتی جبر و دباؤ کے کیا تھا۔ محمد ﷺ نے اس طرح اپنے لوگوں پر دنیاوی اختیار حاصل کیا جس طرح دوسرے آزاد سرداروں کو اپنے قبائل پر حاصل تھا۔ مگر یہاں ایک واضح فرق موجود تھا کہ یہاں باہمی رشتہ خون پر مبنی تعلق نہیں بلکہ

مذہب تھا۔

آر۔اے۔نکلسن (R. A. Nicholson)

Muhammad's first care was to renconcile the desperate factions within the city and to introduce law and order among the heterogeneous elements which have been described. "He drew up in writing a charter between the Emigrants and the Helpers, in which charter he embodied a covenant with the Jews, confirming them in the exercise of their religion and in the possession of their properties, imposing upon them certain obligations and granting to them certain rights." This remarkable document is extant in Ibn Hisham's Biography of Muhammad. Its contents have been analysed in masterly fashion by Wellhausen, who observes with justice that it was no solemn covenant, accepted and duly ratified by the representatives of the parties concerned, but merely a decree of Muhammad based upon condition already existing which developed since his arrival in Madina.

At the same time no one can study it without being impressed by the political genius of the author. Ostensibly a cautious and tactful reform, it was in reality a revolution. Muhammad durst not strike openly at the independence of the tribes, but he destroyed it, in effect, by shifting the centre of power from the tribe to the community; and although the community included Jews and pagans as well as

Muslims, he fully recognised, what his opponents failed to see, that the Muslims were active, and must soon be the predominant partners in the newly founded state.

(A Literary History of the Arabs)

> مدینہ آنے کے بعد محمد ﷺ کا پہلا کام شہر کے اندر مختلف طبقوں میں ہم آہنگی پیدا کرنا اور مختلف النوع عناصر میں امن وامان کا قیام تھا۔ آپؐ نے مہاجرین اور انصار کے مابین ایک معاہدہ طے کروایا اس کے ساتھ آپؐ نے یہودیوں کے ساتھ بھی معاہدہ کیا جس کے تحت انہیں اپنے مذہب پر رہنے اور اپنی املاک کی ملکیت کا اختیار دیا گیا اس کے ساتھ ہی انہیں کچھ حقوق دیتے ہوئے کچھ فرائض کا بھی پابند کیا گیا۔ یہ تاریخی دستاویز ابن اسحاق کی سیرت النبیؐ میں اب بھی موجود ہے۔ ول ہاسن نے اس کے مشمولات ومندرجات کا ماہرانہ تجزیہ بھی کیا ہے جس کا خیال یہ ہے کہ (قطع نظر اس سے کہ ول ہاسن کا خیال کتنا صائب ہے!) یہ کوئی ایسا باضابطہ معاہدہ نہ تھا جس کی متعلقہ پارٹیوں کے نمائندوں نے باہمی اتفاق کے بعد توثیق کی ہو بلکہ یہ پہلے سے موجود انہی شرائط وحالات پر مبنی محمدؐ کا فرمان تھا جو آپ کے مدینہ آنے پر سامنے آئے تھے۔

(یہ ایک حقیقت ہے کہ) کوئی شخص بھی اس دستاویز کا مطالعہ آپؐ کی سیاسی بصیرت سے متاثر ہوئے بغیر نہیں کرسکتا۔ یہ دستاویز بدیہی طور پر ایک محتاط اور مبنی بر بصیرت اصلاح تھی، حقیقتاً یہ ایک انقلاب تھا۔ محمد ﷺ نے ظاہراً تو قبیلوں کی آزادی پر کوئی ضرب نہیں لگائی مگر درحقیقت آپؐ نے مرکزِ قوت کو قبیلہ سے قوم کی طرف منتقل کرکے اس کے اثر کو ختم کردیا۔ اگرچہ قوم میں یہود، کفار اور مسلمان شامل

تھے جیسا کہ دستور میں تسلیم کیا گیا، مگر اس حقیقت کو آپ ؐ کے مخالف نہ دیکھ سکے کہ مسلمان فعال اور متحرک تھے اور بہت جلد نو تشکیل شدہ ریاست کے نمایاں اور غالب حکومتی حصہ دار بننے والے تھے۔

ول ہاسن (J. Wellhausen)

The community (of Madina) was divided into two hostile camps - Aus and the Khazraj. Murder and manslaughter were the order of the day; no body dared venture out of his quarter without danger; there reigned a tumult in which life was impossible. What was wanted was a man to step into banish anarchy; but he must be neutral and not involved in the domestic rivalry. Then came the Prophet from Mecca, as if God-sent. Blood, as a bond of union, had failed; he put faith in its place. He brought with him a tribe of Believers, the companions of his flight from Mecca, and slowly advancing steadly step by step, he established the commonwealth of Madina on the basis of religions as an Ummat Allah, a congregation of God .... what had to be done was the elementary work, the establishment of order and the restoration of peace and right. Since there was no other authority a religious authority took the lead, got the power into its hands and secured its position by performing what was expected of it. Muhammad displayed the gift of ability to deal with affairs in the mass .....

In the circumstances stated the power of the

religion appeared chiefly as a political force. It created a community, and over it an authority which was obeyed. Allah was the personification of the state supermacy. What with us is done in King's name was done in the name of Allah ..... The idea of ruling authorities, till then absolutely foreign to the Arabs, was introduced through Allah. In this there was also the idea that no outward or human power, but only a power inwardly acknowledged and standing above mankind, had the right to rule. The theocracy is the negation of the Mulk, or earthly kingdom. The privilege of ruling is not a privilege for the enjoyment of the holder of it; the kingdom belongs to God, but His Plenipotentiary,who knows and carries out His will is the Prophet. He is not only the harbinger of truth, but also the only lawful ruler upon earth. Besides him no king was a place, and also no other prophet ...... The Prophet represents the rule of God upon earth; Allah and His messenger and always bound up in each other, and stand together in the Creed. The theocracy may be defined as the commonwealth, at the head of which stands, not the king and the usurped or inherited power, but the Prophet and the Law of God.

(Arab Kingdom and its Fall)

مدینہ کی آبادی دو حریف گروہوں اوس اور خزرج میں تقسیم ہو چکی
تھی۔ قتل عام روزانہ کا معمول تھا۔ کوئی آدمی بھی اپنے گھر سے باہر

خطرہ مول لیے بغیر نہ نکل سکتا تھا۔ وہاں ایسی افراتفری کا بازار گرم تھا کہ زندگی محال تھی۔ اب یہاں ایک ایسی شخصیت کی ضرورت تھی جو اس لاقانونیت کا خاتمہ کرتی۔ لیکن وہ شخص غیر جانبدار ہوتا اور کسی مقامی حریفانہ آویزش میں شامل نہ ہوتا۔ اندریں حالات مکہ سے پیغمبر ﷺ تشریف لائے گویا آپ کو (مدینہ) میں خدا نے ہی بھیجا۔ خون کا رشتہ جو تعلق باہمی کی بنیاد کے طور پر ناکام ہو چکا تھا، آپؐ نے اس جگہ عقیدہ کو رکھا۔ آپ اپنے ساتھ اہل ایمان کا ایک گروہ بھی لائے اور آہستہ آہستہ آپؐ نے مدینہ میں ایک دولت مشترکہ کی بنیاد رکھ دی جس کی اساس امۃ اللہ یعنی اللہ کا گروہ تھا۔ آپ کے سامنے جو کرنے کے کام تھے ان میں ابتدائی کام قانون کا نفاذ اور امن و امان کی بحالی تھا چونکہ (مدینہ میں) کوئی حکمران نہ تھا سو (مذہبی حکمران کے طور) آپؐ نے قیادت سنبھال لی، قوت اپنے ہاتھوں میں لے اور اپنی پوزیشن کو ایسے اقدامات سے مضبوط کر لیا جو ان حالات میں متوقع تھے۔ محمد ﷺ نے ان معاملات کو طے کرنے میں کمال (سیاسی) بصیرت و حکمت کا مظاہرہ کیا۔

ان حالات میں مذہب کی قوت ایک سیاسی قوت کے طور پر سامنے آئی اس سے ایک معاشرہ اور اس سے بھی بڑھ کر ایک مقتدر قوت سامنے آئی جس کی اطاعت کی جاتی تھی۔ ریاست کا اعلیٰ ترین برتر حاکم ذات الٰہی کو قرار دیا گیا۔ جو کچھ ہمارے ہاں بادشاہ کے نام پر ہوتا ہے، اللہ کے نام پر (یعنی اللہ کی حاکمیت اعلیٰ کے تحت) کیا جانے لگا۔ حکمرانی کا اختیار و اقتدار، اللہ کے اقتدار کے حوالے سے متعارف کروایا گیا جو اب تک عربوں کے لئے ایک اجنبی تصور تھا۔ اس طرح یہ تصور متعارف کروایا گیا کہ کوئی دنیاوی طاقت یا انسان حکمرانی کا (مطلقاً) حق نہیں

رکھتا بلکہ یہ حق صرف ذات باری تعالی کے لئے ہے جس کا اقرار اہل ایمان دل سے کرتے ہیں اور جو انسانوں سے بالاتر ہستی ہے۔ مذہب کی ریاست کا مطلب ملک یعنی زمینی بادشاہت کی نفی ہے۔ (انسان کے لیے) حکمرانی کے حق کا یہ مطلب نہیں کہ اسے اس حکمرانی سے لطف اندوز ہونے کا حق بھی ہے کیونکہ حکمرانی کا اور سلطنت کا (اصلاً) تعلق تو خدا سے ہے لیکن اس کا رسول اس کے احکامات کو لینے والا اور اس کی مرضی کے مطابق روبہ عمل کرنے والا ہے۔ پیغمبر نہ صرف سچائی کی طرف ہدایت کرنے والا بلکہ زمین پر واحد مجاز حکمران ہے۔ آپ کے علاوہ نہ ہی تو کوئی حکمران ہے اور نہ ہی کوئی پیغمبر۔ رسول اللہ ﷺ دنیا میں اللہ کی حکمرانی کے نمائندہ ہیں۔ تعلیم و عقیدہ میں اللہ اور اس کا پیغمبر باہم دیگر متعلق ہیں۔ تھیوکریسی ایک ایسی دولت مشترکہ ہے جس کا سربراہ نہ کوئی بادشاہ ہے نہ ہی کوئی جبری یا وراثتی طاقت اور جہاں کا قانون خدا کا قانون ہے۔

فرانٹس بہل (Frants Buhl)

The task which awaited him placed the greatest strain on his diplomatic and organizing abilities. He could only rely with the absolute certainty on those who had migrated with him (the Muhajirun), for their whole existence depended entirely on him, and of course only there had migrated who were firmly convinced for the truth of his mission. In addition, there were those Madinese who had already adopted Islam or did so soon after his arrival, the so-called Ansar or "helpers" who, however, formed only a portion of the inhabitants of Madina. He only found direct opposition in a few families, like the Aws but at the same time there were a number who while they

did not exactly oppose him reluctantly accepted the new relationship, the so-called munafikun who were to cause him much anxiety. . . . . A further danger lay in the fact that the old and bitter feud between the two chief parties, the Aws and Khazraj, had by no means died down but might easily break out again on any occassion. Finally, there were the Jews and the Judaicised tribes in Madina who played an important part because of their wealth and the support they had in the Jewish colonies of Khaiber . . . . .

Muhammad had to form a united community out of these heterogeneous elements. The first problem was how to procure the necessary means of subsistence for the emigrants, who were for the most part without means or work, which could for the time being only be done through the self-sacrifice of the Ansar. To strengthen their claims for protection, he ordered the relationship of brotherhood, to be created between each emigrant and a man of Madina.....

On the other hand, we possess for a some what later period when relationship between Muhammad and the Jews had begun to be strained, a valuable document in Muhammad's constitution which has been preserved by Ibn Ishak. It reveals his great diplomatic gifts for it allow the ideal which he cherished of an Umma definetly religious in outlook to sink temporarily into the background and is shaped essentially by practical considerations. It is true that

the highest authority is with Allah and Muhammad, before whom all matters of importance are to be laid, but the Umma included also Jews and pagans . . . . . (Shorter Encyclopaedia of Islam)

> (ہجرت مدینہ کے بعد) آپؐ کو جس امر کا سامنا تھا وہ آپ کی سیاسی اور تنظیمی صلاحیتوں کے لئے عظیم ترین مشقت کا باعث تھا۔ آپؐ پورے وثوق کے ساتھ اپنے انہی ساتھیوں پر اعتماد کر سکتے تھے جو آپؐ کے ساتھ ہجرت کر کے مدینہ آئے تھے۔ کیونکہ ان کی بقا کا انحصار کلیتہً آپ کے ساتھ وابستگی پر ہی تھا۔ اور یہ کہ ہجرت کرنے والے وہی لوگ تھے جنہوں نے پورے شرح صدر کے ساتھ آپؐ کے مشن کی صداقت کو قبول کر لیا تھا۔ (ان مہاجرین) کے علاوہ اہل مدینہ میں سے بھی کچھ لوگ تھے جو یا تو آپ کی ہجرت سے پہلے ہی یا آپ کی ہجرت کے فوراً بعد اسلام قبول کر چکے تھے۔ انہیں انصار کا نام دیا گیا تھا تاہم یہ لوگ مدینہ کے باشندوں کا صرف ایک حصہ تھے۔ (مدینہ میں) آپ کو چند ایک خاندانوں مثلاً ''اوس'' کی طرف سے بھی مخالفت کا سامنا تھا۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ بہت سے ایسے بھی تھے جنہوں نے براہ راست آپ کی مخالفت نہیں کی بلکہ بادل نخواستہ انہوں نے اس نئے تعلق کو قبول کر لیا یہ لوگ منافقین کہلائے اور آپؐ کے لئے کئی پریشانیوں کا باعث بنے..........

ایک مزید خطرہ جس کا آپ کو سامنا تھا وہ مدینہ کے دو بڑے گروہوں اوس اور خزرج میں موجود خطرناک دشمنی تھی جو ابھی مکمل طور پر ختم نہیں ہوئی تھی بلکہ کسی بھی موقع پر دوبارہ بھڑک سکتی تھی۔ ان کے علاوہ مدینہ میں یہودی اور ان کے قبائل بھی تھے جنہوں نے (آپؐ کے خلاف) اہم کردار ادا کیا کیونکہ وہ نہ صرف دولت مند

تھے بلکہ انہیں خیبر میں موجود یہودی آبادیوں کی طرف سے بھی حمایت و مدد حاصل تھی۔

محمد ﷺ نے ان مختلف النوع عناصر کو ایک طبقے میں تبدیل کرنا تھا۔ پہلا مسئلہ مہاجرین کی کفالت کے لئے ضروری ذرائع و وسائل پیدا کرنا تھا۔ کیونکہ ان میں سے اکثر و بیشتر بے سروسامان تھے اور ان کی آبادکاری فی الحال انصار کی ایثار و قربانی سے ہی ممکن تھی۔ انہیں مناسب تحفظ کی فراہمی کے لئے آپ نے رشتہ اخوت کے قیام کا اعلان فرمایا جو ایک مہاجر اور ایک انصاری (مدینہ کے شہری) کے درمیان قائم کیا گیا۔

دوسری طرف' بعد کے دور میں جب محمد ﷺ اور یہودیوں کے درمیان تعلقات کشیدہ ہوئے ہمیں ایک قابل قدر دستاویز ''محمد ﷺ کا آئین'' ملتا ہے جسے ابن اسحاق نے (اپنی کتاب میں) روایت کیا ہے۔ یہ دستوری دستاویز آپ کی عظیم سیاسی بصیرت کی عکاس ہے کیونکہ اس کے تحت اس مثالی امۃ کا وجود عمل میں آیا جس کے لئے آپ نے جدوجہد کی تھی اور جو مذہبی مظہر کی حامل تھی اور اس کی تشکیل عملی بصیرت کی بناپر کی گئی تھی۔ (اس ریاست میں دستور کے تحت) اعلیٰ ترین اقتدار اللہ تعالیٰ اور محمد ﷺ کا تھا جن کے سامنے امت کے تمام اہم معاملے پیش کئے جاتے تھے' تاہم امت (ملک کی سیاسی وحدت) میں یہودی اور غیر مسلم بھی شامل تھے۔

ماورس گاڈفرائے ڈی مامبائنز

(Maurice Gaudferoy Demombynes)

In the course of the negotiations that he had undertaken during these past years, and in the difficult task of guiding the little flock of the faithful, Muhammad had assumed the role of a judge, a lawgiver and a chief, functions for which it would appear that he had become fit, suddenly and

miraculously, as soon as he had planted his foot in Quba, at the gates of Madina . . . . . .

On arriving in Madina, Muhammad concluded with the local Arab tribes a pact which, without providing absolutely for their conversion to Islam, bound them to recognise his personal authority. (Muslim Institutions)

ان آخری سالوں کے دوران کیے جانے والے معاہدوں اور اہل ایمان کی جماعت کی قیادت کے مشکل کام کے دوران محمد ﷺ ایک منصف، قانون دہندہ اور سربراہ کا کردار حاصل کر چکے تھے۔ اور ان حیثیتوں میں آپ کی کارکردگی دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ مدینہ کی دہلیز پر قبا کے مقام پر اپنے قدم جماتے ہی آپ معجزانہ طور پر ان امور کے لئے موزوں ہو چکے تھے (حالانکہ آپ کا سابقہ سفر مذہبی نوعیت کا تھا)....

مدینہ پہنچتے ہی محمد ﷺ نے مقامی عرب قبائل کے ساتھ ایک معاہدہ کیا جس کے تحت آپ نے ان کے اسلام کی طرف واضح طور پر نہ پلٹنے کے باوجود بھی انہیں اپنے سربراہی اختیار تسلیم کرنے کا پابند کر دیا۔

سر جان بیگٹ گلب (Sir John Bagot Glubb)

It will be seen from the subjects treated in the "covenant with the Jews" that the Messenger of God, immediately on his arrival in Madina, had been drawn into politics, administration and justice. As the executive leader of a growing community which was obliged to provide for its own survival and security, this development was probably inevitable.

The image cannot be displayed. Your computer may not have enough memory to open the image, or the image may have been corrupted. Restart your computer, and then open the file again. If the red x still appears, you may have to delete the image and then insert it again.

throughly qualified for ruling found himself at last in a position in which his talents could be exercised . . . . The rudimentary organisation which had existed, among the tribes before his arrival did not immediately disappear. Gradually, however, the principle that all authority emanated from Muhammad permeated the constitution of Madina . . . . Disputes between his followers were naturally brought to him to settle, and presently disputes between them and their neighbours.
(Muhammad and the Rise of Islam)

پیغمبر ﷺ کا منصب بادشاہ و پیغمبر یعنی مذہبی اور سیاسی دونوں طرح کے مناصب کو محیط تھا۔ ہم اس موقع پر آپ کی مسرت کا تصور کرسکتے ہیں کیونکہ حکمرانی کا اہل ہوتے ہوئے آپؐ نے اب ایسا منصب حاصل کرلیا تھا جہاں آپ کی سیاسی صلاحیتیں کھل کر روبہ عمل ہوسکتی تھیں۔ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ وہ ابتدائی (معاشرتی) تنظیم جو آپ نے اپنی مدینہ آمد پر مختلف قبائل کے درمیان پائی تھی فوراً تو ختم نہ ہوئی تاہم یہ اصول کہ تمام (ریاستی) اختیارات محمد ﷺ کو ہی حاصل ہیں بتدریج آئینی اصول بن گیا۔ آپؐ کے متبعین کے باہمی تنازعات' ان کے اور ان کے ہمسایوں کے باہمی تنازعات فیصلہ کے لئے آپؐ کے سامنے ہی پیش کیے جاتے تھے۔

(Reuben Levy)روبن لیوی

To outward seeming, then, little change immediately affecting the lives of Muslims was introduced by the charter. In reality, however, the

document itself makes clear there has been made the great change that henceforward ultimate authority for the doings of the community rested not with the chiefs or the collective voice of the people, but Muhammad and beyond him, with Allah. This introduced an idea foreign to the Arabs namely that of an overlord. The individuals who compose the Islamic community are made to resign a good part of their ancient freedom, to forego their free choice of a leader and to bow to divine authority. They had in fact, become a theocracy, a community of God, a state in which the political power was held by Allah and his apostle Muhammad. There could be no distinction here of church and state. The Umma, the community, partook of the nature of the both and the purposes of one were the purposes of the other. Similarly, the Prophet derived his political power from his divine office, and nothing else.

(The Social Structure of Islam)

ظاہراً دیکھنے سے (ریاست مدینہ کے) آئین سے ایسی
تبدیلی کم ہی آئی جو مسلمانوں کی زندگیوں کو متاثر کرتی مگر درحقیقت
جیسا کہ خود اس دستاویز سے ظاہر ہے ایک بہت بڑی تبدیلی وقوع
پذیر ہو چکی تھی وہ یہ کہ اب ریاست کے افراد کے معاملات کو چلانے کا
اختیار سرداروں یا لوگوں کی اجتماعی رائے کے پاس نہیں بلکہ محمد ﷺ اور
ان کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ کے پاس تھا۔ اس طرح اس دستاویز نے
عربوں کو ایک اجنبی تصور یعنی (دنیا سے) بالا حکمران سے متعارف

کروایا۔ جولوگ اسلامی ریاست کے رکن تھے وہ اپنی پرانی آزادی اور
اپنا حکمران چننے کا اختیار ترک کرکے الوہی حاکمیت اعلیٰ کے سامنے
جھک گئے تھے۔ اس طرح دراصل انہوں نے ایک تھیوکریسی یعنی
خدائی مملکت قائم کی یعنی ایک ایسی ریاست جس میں سیاسی قوت اللہ
اور اس کے پیغمبر ﷺ کے پاس تھی اس ریاست میں مذہب وسیاست
کی تمیز نہیں تھی امت کے لئے مذہب وسیاست اس طرح یکجان تھے
کہ ایک کے مقاصد دوسرے کے بھی مقاصد تھے۔ اس طرح
پیغمبر ﷺ نے الوہی احکام سے اپنی سیاسی قوت حاصل کی۔

جوزف ہیل (Joseph Hell)

The so-called ordinance governing the community of Madina shows so rare a statesmanship and is of such far-reaching import that we must acquaint ourselves with its main provisions....... these passages read as if they were laying down the basis of an Islamic state.

(The Arab Civilization)

ریاست مدینہ چلانے کے لئے نافذ کئے جانے والے آئین
سے آپ ﷺ کی عدیم المثل سیاسی بصیرت سامنے آتی ہے اور اس کی
اہمیت بہت زیادہ دوررس نتائج کی حامل ہے جس کے لئے ہمیں اس
کی نمایاں اور اہم شقوں سے متعارف ہونا ہوگا‘۔۔۔۔ کہ اس آئین کا
متن اس بات کو واضح کرتا ہے کہ اس کے ذریعے ایک اسلامی ریاست
کی بنیاد رکھ دی گئی۔

(Francesco Gabrieli) فرانسکو جبریلی

The polytheists of Makkah appear as the common enemy, to which the composite community of Yathrib stands opposed, whether for religious or political reasons.

(Muhammad and the Conquests of Islam)

(میثاق مدینہ کے تحت) مکہ کے مشرکین اہل مدینہ کے
مشترکہ دشمن قرار پائے جن کی مخالفت و مزاحمت کے لئے مذہبی یا
سیاسی وجوہات کی بنا پر مدینہ کے تمام طبقات متحد ہو گئے۔

(G.M. Draycott) ڈریکاٹ

The treaty between Mahomet and the Bedouin Tribes markes the begining of a significant development in his foriegn policy. Like the Romans, and all military nations, he knew the worth of making advantageous alliances, while he was clear-sighted enough to realise that the struggle with Mecca was inevitable. During the months preceeding the battle of Bedr he concluded several treaties with desert tribes, and it is to this policy he owned in part his power to maintain his aggressive attitude towards Koreish, for with the alliance of the tribes around the Carvan routes Mahomet could be sure of hampering the Meccan trade.

(Mahomet)

محمد ﷺ اور عرب قبائل کے درمیان معاہدہ آپ کی خارجہ پالیسی میں ایک نمایاں ارتقاء کا مظہر ہے۔ رومیوں اور تمام فوجی قوموں کی طرح آپ جانتے تھے کہ مفید اتحادوں (اور اشتراک) کے تشکیل دینے کی قدر و قیمت کیا ہے۔ اس دوران آپؐ اس حقیقت سے بھی آگاہ تھے کہ اہل مکہ کے خلاف جدوجہد ناگزیر تھی۔ جنگ بدر کے بعد کے مہینوں میں آپ نے صحرائی قبائل کے ساتھ بھی کئی معاہدے کیے۔ یہ آپؐ کی اسی پالیسی کا نتیجہ تھا کہ آپؐ قریش کے بالمقابل جارحانہ طرزِ عمل اختیار کرنے کی طاقت کے حامل ہو گئے تھے کیونکہ قبائل سے اتحاد کی حکمت عملی ہی کی وجہ سے محمد ﷺ کو یقین تھا کہ آپؐ تجارتی شاہراہ پر مکہ کی تجارت کا راستہ بند کر سکتے تھے۔

ہیو کینیڈی (Hugh Kennedy)

To begin with the Emigrants were quartered in the houses of those among the people of Madina who had invited them, now known as the Ansar or Helpers of the Prophet, but if this arrangement had continued, they might have become little more than hangers-on, constantly needing help and protection. To avoid this, a series of agreements were drawn up in the first two or three years after the Hijra, agreements which are known collectively as the Constitution of Madina. This takes the form of agreements between Muhajirun and the people of Yathrib (Madina). All the believers are described as umma, a community apart from the surrounding pagan society, and they are to make war as one. The

The image cannot be displayed. Your computer may not have enough memory to open the image, or the image may have been corrupted. Restart your computer, and then open the file again. If the red x still appears, you may have to delete the image and then insert it again.

those of his followers were devoted to establishing his unquestioned authority within Madina, conducting an effective struggle against Mecca, attracting the alliance of as many of the surrounding nomad tribes as would co-operate and working out the rules and role of the Muslim community. All these processes went hand in hand and the struggle against the Meccans was instrumental in the establishment of power within Madina, while the support of outside tribes materially to his eventual success.

(The Prophet and the Age of the Caliphates)

شروع میں مہاجرین اہل مدینہ، جنہوں نے انہیں مدعو کیا تھا، کے گھروں میں رہ رہے تھے ان اہل مدینہ کو اب انصار یعنی مدد کرنے والا کہا جاتا ہے۔ لیکن اگر یہی انتظام جاری رہتا تو مہاجرین انصار پر ہی انحصار کرنے والے رہ جاتے۔ جہاں مہاجرین کو ہمیشہ مدد اور تحفظ کی ضرورت ہوتی۔ اس سے بچنے کیلئے ہجرت کے ابتدائی دو تین سالوں میں کئی معاہدات کیے گئے جنہیں اجتماعی طور پر میثاق مدینہ کہا جاتا ہے اس طرح مہاجرین اور اہل مدینہ کے درمیان معاہدہ طے پا گیا۔ تمام اہل ایمان ایک امت قرار دیئے گئے ایک ایسی قوم جو اردگرد کے اہل کفر معاشرہ سے الگ تھی۔ اور انہوں نے (مخالفین کے خلاف) جنگ بھی متحد ہو کر کرنا تھی۔ اس نو تشکیل شدہ امت کا باہمی رشتہ ان کے کنار کے ساتھ کسی بھی معاہدہ پر فائق تھا۔ اور اگر اللہ کی راہ میں کوئی مسلمان مارا جاتا تو سب نے متحد ہو کر اس کا بدلہ لینا تھا۔ تاہم

اگر کوئی مسلمان کسی دوسرے مسلمان کو قتل کرتا تو بدلہ لینے کے عام قوانین پر عمل کیا جاتا تھا اور مہاجرین کو جن کا مدینہ میں کوئی رشتہ دار یا خاندان نہیں تھا اسی طرح ایک خاندان سمجھا جاتا تھا جس طرح مدینہ میں آباد دوسرے مقامی خاندان۔ اس طرح اس دستور میں یہود سے تعلق کی شقیں بھی تھیں، جو مدینہ کے معاملات کے فریق تھے۔ اور وہ، جب تک مسلمانوں اور ان کے درمیان کوئی معاہدہ شکنی نہ ہو، جنگ کے اخراجات میں اپنا حصہ برداشت کرتے تھے۔ اگر چہ یہود اور مسلمانوں کا الگ الگ مذہب تھا مگر دستور میں محمد ﷺ کا دو مرتبہ ذکر کیا گیا اور دونوں مرتبہ اس طرح کے کسی بھی معاملے کے فیصلے کا اختیار اللہ اور محمد ﷺ کے پاس ہے ان کے علاوہ کسی دوسرے منصف کا تذکرہ نہیں کیا گیا۔ اس دستاویز نے شہریوں کے مابین انصاف کے قیام کے مسائل کو حل کرنے اور بیرونی قبائل کے ساتھ تعلقات استوار کرنے کے لئے بنیادی کردار ادا کیا۔ تاہم اس دستور میں اس بات کی وضاحت نہیں کہ محمد ﷺ کے اختیارات مطلق ہیں (حالانکہ اس کا تذکرہ موجود ہے) نیز کسی مذہبی معاملات پر زور نہیں دیا گیا۔ ملہ کی طرح مدینہ کو بھی حرم قرار دیا گیا اور محمد ﷺ کو اس حرم کی بنیادی مقدس شخصیت قرار دیا گیا۔

ہجرت کے بعد ابتدائی سالوں میں محمد ﷺ کے اختیارات کو دستور مدینہ بدیہی طور پر بیان کرتا ہے۔ آنے والے اگلے آٹھ سالوں میں آپ اور آپ کے صحابہ کرام نے اپنی توانائیاں مدینہ میں آپ کی اعلیٰ تر حاکمیت کے قیام کے لئے وقف کر دیں۔ جس کے لئے انہوں نے اہل ملہ کے خلاف موثر جدوجہد کی، مدینہ کے گرد آباد قبائل کے ساتھ ممکنہ حد تک اتحاد قائم کیا گیا اور ان کا تعاون حاصل کیا گیا اور

مسلم معاشرے کے لئے اصولوں اور اس کے کردار کو واضح کیا گیا یہ سارے مراحل ساتھ ساتھ آگے بڑھتے رہے۔ اہل مکہ کے خلاف جدوجہد نے مدینہ میں آپ کی طاقت کے استحکام میں اور بیرونی قبائل کی حمایت نے انجام کار آپ کی کامیابی میں کلیدی کردار ادا کیا۔

ٹروڈ اہلرٹ(Trude Ehlert)

A more significant factor in the termination of these early arrangements in Madina may have been the formal agreement established between Muhammad and all of the significant tribes and families. Fortunately, Ibn Ishak preserved a version of this very valuable document, called the Constitution of Madina .... It reveals his (Holy Prophet's) great diplomatic skills, for it allows the ideal that he cherished of an Ummah (community) based clearly on a religious outlook to sink temporarily into the background and is shaped essentially by practical considerations. It is true that the highest authority with God and Muhammad before whom all matters of importance were to be laid but the Ummah as portrayed in the Constitution of Madina included also Jews and polytheists ......
(The Encyclopaedia of Islam)

مدینہ میں آپ کے کیے جانے والے ابتدائی اقدامات میں ایک بڑا نمایاں اقدام آپ کا مدینہ کے دوسرے تمام نمایاں قبائل اور خاندانوں سے ہونے والا معاہدہ تھا خوش قسمتی سے ابن اسحٰق نے اس

کیونکہ مدینہ میں محمد ﷺ نے روز اول سے ہی اپنی نئی ریاست کے قیام کے لئے جدوجہد شروع کردی جو خاندانی تعلقات اور قبائلی وفاداری کی پرانی بنیادوں پر استوار نہ تھی بلکہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کے انقلابی اصول پر استوار تھی۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے ذریعے ہی اللہ کی رضا اور انسانوں کیلئے اس کے قانون کا اظہار ہوتا تھا۔

Muhammad's stronghold at Madina lay strategically athwart the Meccan carvan route to the North. The Prophet toiled and schemed to gain a stranglehold on their trade by detaching the tribes dwelling along that route from the Meccan affiliations either by skilful diplomacy or by a show of force when necessary this course led inevitably to war with Macca.

(Twentieth Century Encyclopaedia of Religious Knowledge)

(میثاق مدینہ کے تحت) مدینہ پر محمد ﷺ کے (سیاسی) اختیار کا مطلب شمال کی طرف سے اہل مکہ کے تجارتی راستے پر اختیار تھا۔ آپؐ نے ان کی تجارت پر کنٹرول حاصل کرنے کیلئے سخت منصوبہ بندی کی۔ اس کے لئے آپ نے تجارتی شاہراہ کے ساتھ رہنے والے قبائل کو اہل مکہ سے اپنی ماہرانہ سیاسی حکمت عملی یا طاقت کے اظہار کے ذریعے الگ کردیا جو ناگزیر انداز سے اہل مکہ سے جنگ (اور پھر فتح مکہ) پر منتج ہوا۔

(Edward Gibbon) ایڈورڈ گبن

Muhammad in the exercise of a peaceful and benevolent mission, had been despoiled and banished by the injustice of his countrymen. The choice of an independent people had exalted the fugitive of Mecca to the rank of a sovereign; and he was invested with the just prerogative of forming alliances and waging defensive and offensive war ...... The injustice of Mecca and the choice of Madina transformed the citizen into a prince the humble preacher into the leader of armies.

(The Decline & Fall of the Roman Empire)

(مکہ میں) محمد ﷺ کو اپنے پر امن اور خیر خواہی کے مشن کی وجہ سے اپنے ہم وطنوں نے ظلم کا نشانہ بنایا اور اپنے شہر سے نکال دیا۔ آپ کے آزاد لوگوں یعنی اہل مدینہ کے انتخاب نے آپ کو ہجرت کرنے والے سے حکمران بنا دیا۔ اور اہل مدینہ کی طرف سے (میثاق مدینہ کی صورت میں) آپ کو دوسری قوتوں کے ساتھ اتحاد تشکیل دینے اور دفاعی و اقدامی جنگیں کرنے کا اختیار دے دیا گیا۔

اہل مکہ کے ظلم اور پھر مدینہ کے انتخاب سے ایک عام شہری حکمران اور ایک مبلغ عسکری قائد میں بدل گیا۔

(W. Montgomery Watt) منٹگمری واٹ

(According to the constitution of Madina) The referring of disputes to Muhammad, closely connected with the recognition of him as Prophet.

The wording of the constitution is that disputes are to be referred to God and to Muhammad. The idea that one of the functions of a Prophet; to mete out Justice occurs in a Meccan passage of the Quran "each community has a messenger, and when their messenger comes, judgement is given between them with justice and they are not wronged." (10:47,48) This point was doubtless realized by the Medinans when they recognized Muhammad as Prophet, part of what attracted them to him as the hope that he would be able to put an end to the internal disputes that made life in Madina intolerable.

(Muhammad at Madina)

(آ ئین مدینہ کے مطابق) مختلف ریاستی معاملات کا محمد ﷺ کے سامنے پیش کیا جانا اس بات کی دلیل تھا کہ آپ کو اہل مدینہ نے پیغمبر تسلیم کرلیا۔ (آپ کو صرف پیغمبر ہی نہیں بلکہ ریاستی حکمران بھی تسلیم کیا گیا جس کا اعتراف کرنے میں واٹ نے علمی بخل سے کام لیا ہے) دستور کے الفاظ یہ ہیں کہ تمام تنازعات فیصلہ کے لئے اللہ اور محمد ﷺ کے سامنے پیش کیے جائیں گے۔ یہ تصور کہ پیغمبر کے وظائف میں انصاف کا قیام بھی شامل ہے مکی سورۃ قرآن کی اس آیت میں ہے۔

"ہر قوم کے پاس ایک پیغمبر آیا۔ اور جب رسول آ جائے تو ان کے درمیان تمام فیصلے انصاف کے ساتھ کر دیئے جاتے ہیں اور ظلم نہیں کیا جاتا۔

(۱۰:۴۷،۴۸)"

جب اہل مدینہ نے محمد ﷺ کو پیغمبر تسلیم کیا تو یہ بات ان کے ذہن میں تھی اور اسی تصور کے تحت وہ (آپ کو مختار اعلیٰ تسلیم کرنے کے لئے) آپ کی طرف راغب ہوئے کہ آپ ان اندرونی جھگڑوں کو ختم کر دیں گے جنہوں نے مدینہ میں زندگی کو ناقابل برداشت بنا دیا تھا۔

www.IqbalCyberLibrary.Net All rights reserved. ©2002-2006

کتابیات

۱۔القرآن الحکیم

۲۔ابوداؤد السجستانی۔سنن۔دار احیاء السنۃ النبویہ۔بیروت

۳۔ابن سعد، الطبقات الکبری۔بیروت

۴۔ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، مکتبۃ المعارف بیروت الطبعہ الثانیہ ۱۹۷۸ء

۵۔ژاں ژاک روسو، معاہدہ عمرانی، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد۔۱۹۹۸ء

۶۔محمد حمید اللہ، ڈاکٹر، الوثائق السیاسیۃ، دارالارشاد، بیروت

۷۔محمد حمید اللہ، ڈاکٹر، عہد نبوی میں نظام حکمرانی، اردو اکیڈمی سندھ ۱۹۸۱ء

8. Afzal Iqbal, Dr; Diplomacy in Early Islam, Institute of Islamic Culture, Lahore, 1988.

9. D.S. Margoliouth, Mohammed and the Rise of Islam, New York, 1905.

10. Edward Gibbon, The Decline and Fall of Roman Empire,The Modern Library Edition, New York.

11. Encyclopaedia of Islam, Leiden, New York, 1993.

12. Finer, S.E; Five Constitutions.

13. Frants Buhl, Shorter Encyclopaedia of Islam.

14. Francesco Gabrieli, Muhammad and the Conquests of Islam, Weidenfeld & Nicholson, London, 1968.

15. G.M. Draycott, Mahomet, London, 1916.

16. Hugh Kennedy, The Prophet and the Age of the Caliphates, Longman, New York.

17. J. Wellhausen, The Arab Kingdom and Its Fall, University of Calcutta, 1927.

18. John Bagot Glubb, Sir, The Life & Times of Muhammad, Stein & Day, New York, 1971.

19. Joseph Hell, The Arab Civilization,W.Heffer & Sons, Cambridge, 1926.

20. Levontin, The Myth of International Security.

21. Maurice Gaudferoy Demombynes, Muslim Institutions, George Allen & Unwin, London, 1954.

22. Phyllis Bennis, Calling the Shots, Interlink Publishing Group, Inc., New York, 1996

23. R.A. Nicholson, A Literary History of the Arabs,Cambridge University Press, 1953.

24. Reuben Levy, The Social Structure of Islam, Cambridge University Press, 1959.

25. Stanely Fitzen & Maxine Baca Zinn, In Conflict & Order, Simon and Schuster, Inc., 160 Gould Street, Massachusetts, USA, 1991.

26. Thomas Arnold, Sir, The Preaching of Islam, Lahore, 1961.

27. Trude Ehlert, The Encyclopaedia of Islam.

28. W. Montgomery Watt, Muhmmad at Madina, OUP, Karachi, 1994.

29. William Thomson, Twentieth Century Encyclopaedia of Religious Knowledge.

The image cannot be displayed. Your computer may not have enough memory to open the image, or the image may have been corrupted. Restart your computer, and then open the file again. If the red x still appears, you may have to delete the image and then insert it again.

(This shall be a pact) between the Muslims of Quraysh, the people of Yathrib (the Citizens of Madina) and those who shall follow them and become attached to them (politically) and fight along with them. (All these communities shall be the constitutional subjects of the State.)

اردو

یہ معاہدہ مسلمانان قریش اور اہل یثرب اور ان لوگوں کے مابین ہے جو ان کے تابع ہوں اور ان کے ساتھ شامل ہو جائیں اور ان کے ہمراہ جنگ میں حصہ لیں۔ (یہ سب گروہ ریاست مدینہ کے آئینی طبقات متصور ہوں گے)۔

آرٹیکل نمبر 3

آئینی قومیت کی تشکیل

Formation of the ConstitutionalNationality

عربی

أنهم أمة واحدة من دون الناس.

انگلش

The aforementioned communities shall formulate a Constitutional Unity as distinct from (other) people.

اردو

تمام (دنیا کے دیگر) لوگوں کے بالمقابل ان کی ایک علیحدہ سیاسی وحدت (قومیت) ہوگی۔

آرٹیکل نمبر 4

مہاجرین قریش کے لئے سابقہ قبائلی قانونِ دیات کی توثیق ونفاذ

Validation and Enforcement of the Former Tribal Laws of Blood Money for the Emigrant Quraysh.

عربی

المهاجرون من قريش على ربعتهم يتعاقلون بينهم معاقلهم الأولى، وهم يفدون عانيهم بالمعروف و القسط بين المؤمنين۔

انگلش

The emigrants from Quraysh shall be responsible for their ward and they shall, according to their former approved practice, jointly pay the blood money in mutual collaboration and every group shall secure the release of their prisoners by paying the ransom. Moreover, the deal among the believers shall be in accordance with the recognised principles of law and justice.

اردو

قریش میں سے ہجرت کر کے آنے والے اپنے محلے پر (ذمہ دار) ہوں گے اور اپنے خوں بہا باہم مل کر دیا کریں گے اور اپنے ہاں کے قیدی کو خود فدیہ دے کر چھڑائیں گے، مزید یہ کہ ایمان والوں کا باہمی برتاؤ نیکی اور انصاف پر مبنی ہوگا۔

IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.

آرٹیکل نمبر 5

بنوعوف کے لئے ان کے قبائلی قانونِ دیات کی توثیق

Validation of the Former Laws of Blood Money for Banu Auf

عربی

وبنو عوف على ربعتهم يتعاقلون معاقلهم الأولى وكل طائفة تفدي عانيها بالمعروف والقسط بين المؤمنين۔

انگلش

And the emigrants from Banu Auf shall be responsible for their ward and they shall, according to their former approved practice, jointly pay the blood money in mutual collaboration and every group shall secure the release of their prisoners by paying the ransom. Moreover, the deal among the believers shall be in accordance with the recognised principles of law and justice.

اردو

اور بنی عوف اپنے محلے پر (ذمہ دار) ہوں گے اور حسب سابق اپنے خوں بہا باہم مل کر دیا کریں گے اور ہر گروہ اپنے ہاں کے قیدی کو خود فدیہ دے کر چھڑائے گا مزید یہ کہ ایمان والوں کا باہمی برتاؤ نیکی اور انصاف پر مبنی ہوگا۔

The image cannot be displayed. Your computer may not have enough memory to open the image, or the image may have been corrupted. Restart your computer, and then open the file again. If the red x still appears, you may have to delete the image and then insert it again.

آرٹیکل نمبر 7

بنوساعدہ کے لئے ان کے قبائلی قانون دیات کی توثیق

Validation of the Former Laws of Blood Money for Banu Saida

عربی

وبنو ساعدہ علی ربعتهم يتعاقلون معاقلهم الأولى وكل طائفة تفدي عانيها بالمعروف والقسط بين المؤمنين۔

انگلش

And the emigrants from Banu Saida shall be responsible for their ward and they shall, according to their former approved practice, jointly pay the blood money in mutual collaboration and every group shall secure the release of their prisoners by paying the ransom. Moreover, the deal among the believers shall be in accordance with the recognised principles of law and justice.

اردو

اور بنوساعدہ اپنے محلے پر (ذمہ دار) ہوں گے اور حسب سابق اپنے خوں بہا باہم مل کر دیا کریں گے اور ہر گروہ اپنے ہاں کے قیدی کو خود فدیہ دے کر چھڑائے گا مزید یہ کہ ایمان والوں کا باہمی برتاؤ نیکی اور انصاف پر مبنی ہوگا۔

آرٹیکل نمبر 8

بنوجشم کے لئے ان کے قبائلی قانون دیات کی توثیق

Validation of the Former Laws of Blood Money for Banu Jusham

عربی

و بنو جشم علی ربعتهم یتعاقلون معاقلهم الأولی و کل طائفة تفدی عانیها بالمعروف و القسط بین المؤمنین۔

انگلش

And the emigrants from Banu Jusham shall be responsible for their ward and they shall, according to their former approved practice, jointly pay the blood money in mutual collaboration and every group shall secure the release of their prisoners by paying the ransom. Moreover, the deal among the believers shall be in accordance with the recognised principles of law and justice.

اردو

اور بنوجشم اپنے محلے پر (ذمہ دار) ہوں گے اور حسب سابق اپنے خوں بہا باہم مل کر دیا کریں گے اور ہر گروہ اپنے ہاں کے قیدی کو خود فدیہ دے کر چھڑائے گا مزید یہ کہ ایمان والوں کا باہمی برتاؤ نیکی اور انصاف پر مبنی ہوگا۔

آرٹیکل نمبر 9

بنونجار کے لئے ان کے قبائلی قانون دیات کی توثیق

Validation of the Former Laws of Blood Money for Banu Najjar

عربی

و بنو النجار علی ربعتهم یتعاقلون معاقلهم الأولی و کل طائفة تفدی عانیها بالمعروف و القسط بین المؤمنین۔

انگلش

And the emigrants from Banu Najjar shall be responsible for their ward and they shall, according to their former approved practice, jointly pay the blood money in mutual collaboration and every group shall secure the release of their prisoners by paying the ransom. Moreover, the deal among the believers shall be in accordance with recognised principles of law and justice.

اردو

اور بنونجار اپنے محلے پر (ذمہ دار) ہوں گے اور حسب سابق اپنے خون بہا باہم مل کر دیا کریں گے اور ہر گروہ اپنے ہاں کے قیدی کو خود فدیہ دے کر چھڑائے گا، مزید یہ کہ ایمان والوں کا باہمی برتاؤ نیکی اور انصاف پر مبنی ہوگا۔

IqbalCyberLibrary.Net All rights reserved.

The image cannot be displayed. Your computer may not have enough memory to open the image, or the image may have been corrupted. Restart your computer, and then open the file again. If the red x still appears, you may have to delete the image and then insert it again.

آرٹیکل نمبر 11

بنونبیت کے لئے ان کے قبائلی قانون دیات کی توثیق

Validation of the Former Laws of Blood Money for Banu Nabeet

عربی

و بنو النبیت علی ربعتهم یتعاقلون معاقلهم الأولی
و کل طائفة تفدی عانیها بالمعروف و القسط بین
المؤمنین۔

انگلش

And the emigrants from Banu Nabeet shall be responsible for their ward and they shall, according to their former approved practice, jointly pay the blood money in mutual collaboration and every group shall secure the release of their prisoners by paying the ransom. Moreover, the deal among the believers shall be in accordance with the recognised principles of law and justice.

اردو

اور بنونبیت اپنے محلے پر (ذمہ دار) ہوں گے اور حسب سابق اپنے
خوں بہا باہم مل کر دیا کریں گے اور ہر گروہ اپنے ہاں کے قیدی کو خود
فدیہ دے کر چھڑائے گا، مزید یہ کہ ایمان والوں کا باہمی برتاؤ نیکی اور
انصاف پر مبنی ہوگا۔

آرٹیکل نمبر 12

بنواوس کے لئے ان کے قبائلی قانون دیات کی توثیق

Validation of the Former Laws of Blood Money for Banu Aws

عربی

و بنو الأوس علی ربعتهم یتعاقلون معاقلهم الأولی و کل طائفة تفدی عانیها بالمعروف و القسط بین المؤمنین۔

انگلش

And the emigrants from Banu Aws shall be responsible for their ward and they shall, according to their former approved practice, jointly pay the blood money in mutual collaboration and every group shall secure the release of their prisoners by paying the ransom. Moreover, the deal among the believers shall be in accordance with the recognised principles of law and justice.

اردو

اور بنو الاوس اپنے محلے پر (ذمہ دار) ہوں گے اور حسب سابق اپنے خوں بہا باہم مل کر دیا کریں گے اور ہر گروہ اپنے ہاں کے قیدی کو خود فدیہ دے کر چھڑائے گا، مزید یہ کہ ایمان والوں کا باہمی برتاؤ نیکی اور انصاف پر مبنی ہو گا۔

آرٹیکل نمبر 13

تمام طبقات کے لئے بلاامتیاز پابندی قانون وعدل کا حکم

Indiscriminate Rule of Law and Justice for all the Communities.

عربی

و كل طائفة تفدى عانيها بالمعروف و القسط بين المؤمنين۔

انگلش

And every group shall secure the release of its captives ensuring that an indiscriminate rule of law and justice is applied among the believers.

اردو

ہر گروہ اپنے قیدیوں کا زرِفدیہ ادا کر کے انہیں رہائی دلائے گا اور اس ضمن میں مسلمانوں کے درمیان قانون وانصاف کے بلاامتیاز اطلاق کو یقینی بنائے گا۔

آرٹیکل نمبر 14

تنفیذ قانون میں تخفیف کی ممانعت

Prohibition of Relaxation in Execution of Law

عربی

و ان المؤمنين لا يتركون مفرحا بينهم أن يعطوه بالمعروف فى فداء او عقل۔

انگلش

The believers shall not leave a debtor among

them, but shall help him in paying his ransom, according to what shall be considered fair.

اردو

اور ایمان والے کسی قرض کے بوجھ سے دبے ہوئے کو مدد کیے بغیر نہیں چھوڑیں گے، جن کے ذمہ زرفدیہ یا دیت ہے۔

آرٹیکل نمبر 15

کسی کی ناحق حمایت کی ممانعت

Prohibition of Unjust Favouritism

عربی

و أن لا يحالف مؤمن مولى مؤمن دونه۔

انگلش

A believer shall not form an alliance with the associate of (another) believer without the (latter's) consent.

اردو

اور یہ کہ کوئی مومن کسی دوسرے مومن کے موالا (معاہداتی بھائی) سے اس کی مرضی کے بغیر معاہدہ نہیں کرے گا۔

آرٹیکل نمبر 16

ظلم، گناہ اور فساد کے خلاف اجتماعی مزاحمت

Collective Resistance against Unjustice, Tyranny and Mischief

عربی

و أن المؤمنين المتقين أيديهم على كل من بغى

منهم أو ابتغى دسيعة ظلم أو إثما أو عدوانا أو فسادا بين المؤمنين و أن أيديهم عليه جميعا ولو كان ولد أحدهم۔

انگلش

There shall be collective resistance by the believers against any individual who rises in rebellion, attempts to acquire anything by force, violates any pledge or attempts to spread mischief amongst the believers. Such collective resistance against the perpetrator shall occur even if he is the son of anyone of them.

اردو

اور متقی ایمان والوں کے ہاتھ ان میں سے ہر اس شخص کے خلاف اٹھیں گے جو سرکشی کرے یا استحصال بالجبر کرنا چاہے یا گناہ یا تعدی کا ارتکاب کرے، یا پر امن شہریوں (مومنوں) میں فساد پھیلانا چاہے اور ایسے شخص کے خلاف سب مل کر اٹھیں گے، خواہ وہ ان میں سے کسی کا بیٹا ہی کیوں نہ ہو۔

آرٹیکل نمبر 17

مسلمان کو مسلمان کے قتل کی ممانعت

Prohibition of Killing of a Muslim by a Muslim

عربی

ولا يقتل مؤمن مومنا في كافر، ولا ينصر كافرا على مؤمن۔

انگلش

A believer shall not kill (another) believer (in retaliation) for an unbeliever, nor help an unbeliever against a believer.

اردو

اور کوئی ایمان والا کسی ایمان والے کو کسی کافر کے بدلے قتل نہیں کرے گا، اور نہ کسی کافر کی کسی ایمان والے کے خلاف مدد کرے گا۔

آرٹیکل نمبر 18

مسلمانوں کی جانی حفاظت کے مساوی حق کی ضمانت

Guarantee of Equal Right of Life Protection for all the Muslims

عربی

و أن ذمة الله واحدة يجير عليهم أدناهم -

انگلش

The security of God (granted under this constitution) is one. This protection can be granted even by the humblest of the believers (that would be equally binding for all).

اردو

اور اللہ کا ذمہ ایک ہی ہے۔ ان (مسلمانوں) کا ادنیٰ ترین فرد بھی کسی کو پناہ دے کر سب پر پابندی عائد کر سکے گا۔

آرٹیکل نمبر 19

دیگر آئینی طبقات کے مقابل امت مسلمہ کا الگ تشخص

Distinctive Identity of the Muslims Against other Constitutional Communities

عربی

و أن المؤمنين بعضهم موالی بعض دون الناس۔

انگلش

The believers shall be the associates of one another against all other people (of the world).

اردو

اور ایمان والے بقیہ لوگوں کے مقابلہ باہم بھائی ہیں۔

آرٹیکل نمبر 20

غیر مسلم اقلیتوں (یہود) کی جانی حفاظت کا حق بھی (مسلمانوں کے) برابر ہے

Non-Muslim Minorities (Jews) have the same Right of Life Protection (like Muslims)

عربی

و أنه من تبعنا من يهود فإن له النصر و الأسوة غير مظلومين ولا متناصر عليهم۔

انگلش

A Jew, who obeys us (the state) shall enjoy the same right of life protection (as the believers do), so long as they (the believers) are not wronged by him (the Jew), and he does not help (others) against them.

اردو

اور یہودیوں میں سے جو ہماری (ریاست مدینہ کی) اتباع کرے گا اسے مدد اور مساوات حاصل ہوگی، جب تک وہ اہل ایمان پر ظلم کا مرتکب نہ ہو یا ان کے خلاف (کسی مخالف کی) مدد نہ کرے۔

آرٹیکل نمبر 21

تمام مسلمانوں کیلئے عدل اور برابری پر مبنی یکساں امن وامان کی ضمانت

Guarantee of Peace and Security for all the Muslims based on Equality and Justice

عربی

و ان سلم المومنين واحدة لا يسالم مومن دون مومن فی قتال فی سبیل اللہ الا علی سواء و عدل بینھم۔

انگلش

And verily the peace granted by the believers shall be one. If there is any war in the way of Allah, no believer shall make any treaty of peace (with the enemy) apart from other believers, unless that is based on equality and fairness among all.

اردو

اور ایمان والوں کی صلح (معاہدہ امن) ایک ہی ہوگی۔ اللہ کی راہ میں لڑائی کے دوران کوئی ایمان والا کسی دوسرے ایمان والے کو چھوڑ کر (دشمن سے) صلح نہیں کرے گا۔ جب تک کہ (یہ صلح) ان سب کیلئے برابر اور یکساں نہ ہو۔

آرٹیکل نمبر 22

جنگی معاونین کی امداد کا قانون

Law of Relief for War Allies

عربی

و أن کل غازیۃ غزت معنا یعقب بعضھا بعضا۔

انگلش

Every war ally of ours shall receive relief turns (at riding) at all military duties.

اردو

اور ان تمام گروہوں کو جو ہمارے ہمراہ (دشمن کے خلاف) جنگ کریں باہم نوبت بہ نوبت رخصت دلائی جائے گی۔

آرٹیکل نمبر 23

مسلمانوں کے لئے ایک دوسرے کی خاطر جنگی انتقام لینے کا قانون

Law of Vengeance for the Muslims in case of Bloodshed in the way of Allah

عربی

و أن المؤمنین یبیئ بعضھم عن بعض بما نال دماء ھم فی سبیل اللہ۔

انگلش

The believers shall execute vengeance for one another for the bloodshed in the way of Allah.

اردو

اور ایمان والے راہ خدا میں اپنی ہونے والی خونریزی کا ایک دوسرے

کے لئے (دشمن سے) انتقام لیں گے۔

آرٹیکل نمبر 24

اسلام ہی بہترین نظام حیات ہے

Islam is the Best Code of life

عربی

و أن المؤمنين المتقين على أحسن هدى و أقومه۔

انگلش

All the God-fearing believers are under the best and most correct guidance of Islam.

اردو

اور بلا شبہ ایمان اور تقوی والے سب سے اچھے اور سیدھے راستے پر ہیں۔

آرٹیکل نمبر 25

دشمن کو جان و مال کا تحفظ فراہم کرنے کی ممانعت

Prohibition of Providing Security of Life and Property to the Enemy

عربی

و أنه لا يجير مشرك مالاً لقريش و لا نفساً و لا يحول دونه على مؤمن۔

انگلش

No idolater (or any non-believer among the clans of Madina) shall give protection for property and life to (any of the) Quraysh (because of their being

hostile to the state of Madina) nor shall intervene on his behalf against any believer.

اردو

اور (مدینہ کی غیر مسلم رعیت میں سے) کوئی مشرک قریش کی جان و مال کو کوئی پناہ دے گا اور نہ ان کی خاطر کسی مومن کے آڑے آئے گا۔

آرٹیکل نمبر 26

مسلمانوں کے قتل کیلئے قانون قصاص کا اجرا

Execution of the Law of Retaliation for a Muslim Murder

عربی

و أنه من اعتبط مؤمناً قتلا عن بينة فإنه قود به، إلا أن يرضى ولى المقتول (بالعقل)، و أنّ المؤمنين عليه كافةً و لا يحل لهم إلاقيام عليه۔

انگلش

When anyone intentionally kills a believer, the evidence being clear he shall be killed in retaliation, unless the heirs of the victim are satisfied with the bloodmoney. All the believers shall solidly stand against the murderer and nothing will be lawful for them except opposing him.

اردو

اور جو شخص کسی مومن کو عمداً قتل کرے اور ثبوت پیش ہو تو اس سے قصاص لیا جائے گا' بجز اس کے کہ مقتول کا ولی خوں بہا پر راضی ہو جائے۔ اور تمام ایمان والے اس (قصاص) کی تعمیل کیلئے انھیں

The image cannot be displayed. Your computer may not have enough memory to open the image, or the image may have been corrupted. Restart your computer, and then open the file again. If the red x still appears, you may have to delete the image and then insert it again.

مدد یا پناہ دے گا تو قیامت کے دن اس پر خدا کی لعنت اور غضب نازل ہوگا اور اس سے کوئی رقم یا معاوضہ قبول نہیں کیا جائے گا۔

آرٹیکل نمبر 28

جملہ نزاعات میں آخری اور حتمی حکم اللہ تعالیٰ اور حضرت محمد ﷺ کا ہوگا

The Final and Absolute Authority in the Disputes vests in Almighty Allah and Hadrat Muhammad (SAW)

عربی

و أنكم مما اختلفتم فيه من شيء، فإن مرده إلى الله و إلى محمد۔

انگلش

When anyone among you differs about anything, the dispute shall be referred to Almighty Allah and to the Prophet Muhammad (SAW) (as all final and absolute authority is vested in them).

اردو

اور جب کبھی تم میں کسی چیز کے متعلق اختلاف ہو تو اسے اللہ اور محمد ﷺ کی طرف لوٹایا جائے گا۔ (کیونکہ آخری اور حتمی حکم اللہ اور اس کے رسول محمد ﷺ ہی ہے)۔

آرٹیکل نمبر 29

یہود کی جنگی اخراجات میں متناسب ذمہ داری

Proportionate Liability of Non-Muslim Citizens (the Jews) in Bearing theWar Expenses

عربی

و أن اليهود ينفقون مع المؤمنين ما داموا محاربين۔

انگلش

The Jews (non-Muslim minorities) will be subjected to a proportionate liability of the war expenses along with the believers so long as they (the Jews) continue to fight in conjunction with them.

اردو

اور یہودی اس وقت تک مومنین کے ساتھ (جنگی) اخراجات برداشت کرتے رہیں گے جب تک وہ مل کر جنگ کرتے رہیں۔

آرٹیکل نمبر 30

مسلمانوں اور غیر مسلم اقلیتوں کیلئے مذہبی آزادی کی ضمانت

Guarantee of Freedom of Religion for both the Muslims and Non-Muslim Minorities (the Jews)

عربی

و أن يهود بني عوف أمة مع المومنين، لليهود دينهم، وللمسلمين دينهم، مواليهم و أنفسهم إلا من ظلم و أثم، فإنه لا يوتغ إلا نفسه و أهل بيته۔

انگلش

The Jews of Banu Awf (non-Muslim minorities) shall be considered a community alongwith the believers. They shall be guaranteed the right of religious freedom along with the Muslims. The right shall be conferred on their associates as well as

themselves except those who are guilty of oppression or the violators of treaties. They will bring evil only on themselves and their family.

اردو

اور بنی عوف کے یہودی مومنین کے ساتھ ایک سیاسی وحدت تسلیم کیے جاتے ہیں۔ یہودیوں کیلئے ان کا دین ہے اور مسلمانوں کیلئے اپنا دین ہے خواہ ان کے موالی ہوں یا وہ بذات خود ہوں، ہاں جو ظلم یا عہد شکنی کا ارتکاب کرے تو اس کی ذات یا گھرانے کے سوا کوئی مصیبت میں مبتلا نہیں کیا جائے گا۔

آرٹیکل نمبر 31

یہود بنی نجار کی یہود بنی عوف کے ساتھ جملہ حقوق میں برابری

Equality of Rights for the Jews of Banu Najjar with the Jews of Banu Awf

عربی

و أن ليهود بني النجار مثل ما ليهود بني عوف۔

انگلش

The Jews of Banu Najjar shall enjoy the same rights as granted to the Jews of Banu Awf.

اردو

اور بنی نجار کے یہودیوں کو بھی بنی عوف کے یہودیوں کے برابر حقوق حاصل ہوں گے۔

آرٹیکل نمبر 32

یہود بنی حارث کی یہود بنی عوف کے ساتھ جملہ حقوق میں برابری

Equality of Rights for the Jews of Banu Harith with the Jews of Banu Awf

عربی

و ان لیھود بنی الحارث مثل ما لیھود بنی عوف۔

انگلش

The Jews of Banu Harith shall enjoy the same rights as granted to the Jews of Banu Awf.

اردو

اور بنی حارث کے یہودیوں کو بھی بنی عوف کے یہودیوں کے برابر حقوق حاصل ہوں گے۔

آرٹیکل نمبر 33

یہود بنی ساعدہ کی یہود بنی عوف کے ساتھ جملہ حقوق میں برابری

Equality of Rights for the Jews of Banu Sa'ida with the Jews of Banu Awf

عربی

و أن لیھود بنی ساعدة مثل ما لیھود بنی عوف۔

انگلش

The Jews of Banu Sa'ida shall enjoy the same rights as granted to the Jews of Banu Awf.

اردو

اور بنی ساعدہ کے یہودیوں کو بھی بنی عوف کے یہودیوں کے برابر

حقوق حاصل ہوں گے۔

آرٹیکل نمبر 34

یہود بنی جشم کی یہود بنی عوف کے ساتھ جملہ حقوق میں برابری

Equality of Rights for the Jews of Banu Jusham with the Jews of Banu Awf

عربی

و أن لیهود بنی جشم مثل ما لیهود بنی عوف۔

انگلش

The Jews of Banu Jusham shall enjoy the same rights as granted to the Jews of Banu Awf.

اردو

اور بنی جشم کے یہودیوں کو بھی بنی عوف کے یہودیوں کے برابر حقوق حاصل ہوں گے۔

آرٹیکل نمبر 35

یہود بنی اوس کی یہود بنی عوف کے ساتھ جملہ حقوق میں برابری

Equality of Rights for the Jews of Banu Aws with the Jews of Banu Awf

عربی

و أن لیهود بنی الأوس مثل ما لیهود بنی عوف۔

انگلش

The Jews of Banu Aws shall enjoy the same rights as granted to the Jews of Banu Awf.

اردو

اور بنی اوس کے یہودیوں کو بھی بنی عوف کے یہودیوں کے برابر حقوق حاصل ہوں گے۔

آرٹیکل نمبر 36

یہود بنی ثعلبہ کی یہود بنی عوف کے ساتھ جملہ حقوق میں برابری

Equality of Rights for the Jews of Banu Tha'laba with the Jews of Banu Awf

عربی

و أن ليهود بنى ثعلبة مثل ما ليهود بنى عوف، إلا من ظلم و أثم فإنه لا يوتغ إلا نفسه و أهل بيته۔

انگلش

The Jews of Banu Tha'laba shall enjoy the same rights as granted to the Jews of Banu Awf except those who are guilty of oppression or violate treaties, they will bring evil only on themselves and their family.

اردو

اور بنی ثعلبہ کے یہودیوں کو بھی بنی عوف کے یہودیوں کے برابر حقوق حاصل ہوں گے۔ہاں جو ظلم یا عہد شکنی کا ارتکاب کرے تو خود اس کی ذات یا گھرانے کے سوا کوئی مصیبت میں نہیں پڑے گا۔

آرٹیکل نمبر 37

بنو ثعلبہ کی شاخ جفنہ کی یہود بنی عوف کے ساتھ جملہ حقوق میں برابری

Equality of Rights for Jafna, the branch of Banu Tha'laba, with the Jews of Banu Awf

عربی

و أن جفنة بطن من ثعلبة كأنفسهم۔

انگلش

Jafna, a branch of Banu Thalaba, shall enjoy the same rights as granted to Banu Tha'laba.

اردو

اور (قبیلہ) جفنہ کو بھی ..... جو (قبیلہ) ثعلبہ کی ایک شاخ ہے ..... وہی حقوق حاصل ہوں گے جو (قبیلہ) ثعلبہ کو حاصل ہیں۔

آرٹیکل نمبر 38

یہود بنی شطیبہ کی یہود بنی عوف کے ساتھ جملہ حقوق میں برابری

Equality of Rights for the Jews of Banu Shutayba with the Jews of Banu Awf

عربی

و أن لبنی الشطیبة مثل ما لیهود بنی عوف، و أن البر دون الإثم

انگلش

The Jews of Banu Shutayba shall enjoy the same rights as granted to the Jews of Banu Awf. There shall be complete compliance (with this constitution) and no violation (of its clauses).

اردو

اور بنی شطیبہ کو بھی بنی عوف کے یہودیوں کے برابر حقوق حاصل ہوں گے۔ اور (اس دستور سے) وفا شعاری ہو نہ کہ عہد شکنی۔

آرٹیکل نمبر 39

قبیلہ ثعلبہ کے حلیفوں کی جملہ حقوق میں ان کے ساتھ برابری

Equality of Rights for all the Associates of the Tribe Tha'laba

عربی

و أن موالی ثعلبة کأنفسهم۔

انگلش

All the associates of Banu Tha'laba shall enjoy the same rights as granted to Banu Thalaba.

اردو

اور ثعلبہ کے موالی کو بھی وہی حقوق حاصل ہوں گے جو اصل کو۔

آرٹیکل نمبر 40

یہود کی تمام شاخوں کی جملہ حقوق میں برابری

Equality of Rights for all Branches of the Jews

عربی

و أن بطانة یهود کأنفسهم۔

انگلش

All sub-branches of the Jews shall enjoy the same rights as granted to them (the Jews).

اردو

اور یہودیوں کی ذیلی شاخوں کو بھی اصل کے برابر حقوق حاصل ہوں گے۔

آرٹیکل نمبر 41

جنگی مہمات میں حتمی اذن اور حکم حضرت محمد ﷺ کا ہوگا

Final Command and Authority in Military Expeditions Vests in the Prophet Muhammad (SAW)

عربی

و أنه لا يخرج منهم أحد إلا بإذن محمد۔

انگلش

Verily, none among the allies shall advance (on a military expedition) without the prior permission of the Prophet Muhammad (SAW) (in whom vests the final command and authority).

اردو

اور یہ کہ ان میں سے کوئی بھی محمد ﷺ کی اجازت کے بغیر (فوجی کارروائی کے لئے) نہیں نکلے گا۔

آرٹیکل نمبر 42

قانون قصاص سے کوئی مستثنیٰ نہیں ہے

No Exception from the Law of Retaliation

عربی

و أنه لا ينحجز على ثأر جرح۔

انگلش

There shall be no impediment on anyone who wishes to avenge a wound.

اردو

اور کسی مار، زخم کا بدلہ لینے میں کوئی رکاوٹ نہیں ڈالی جائے گی۔

آرٹیکل نمبر 43

قتل ناحق کی ذمہ داری

Responsibility of Unlawful Killing

عربی

و أنہ من فتك فبنفسہ فتك و أھل بيتہ إلا من ظلم و أن اللہ على أبر ھذا۔

انگلش

Whoever commits an unlawful killing shall be responsible for it himself with his family members but he is exepmted in case he kills a cruel. Verily, Allah (is the Trust Helper) supports those who adhere completely to this Constitution.

اردو

جو خونریزی کرے تو اس کی ذات اور اس کا گھرانہ ذمہ دار ہوگا، الا یہ کہ اس پر ظلم ہوا ہو۔ اور خدا اس کے ساتھ ہے جو اس (دستورالعمل) کی زیادہ سے زیادہ وفا شعارانہ تعمیل کرے۔

آرٹیکل نمبر 44

یہود اور مسلمانوں کا حالت جنگ میں اپنے اپنے اخراجات کا جداگانہ برداشت کرنا

Separate Liability of War Expenses

عربی

و أن على اليھود نفقتھم، و على المسلمين نفقتھم۔

انگلش

The Jews and the Muslims shall bear their own war expenses separately.

اردو

اور یہودیوں پر ان کے خرچے کا بار ہوگا، اور مسلمانوں پر ان کے خرچے کا۔

آرٹیکل نمبر 45

جنگ کی صورت میں ایک دوسرے کی لازمی باہمی امداد

Compulsory Mutual Help to one another in Case of War

عربی

و أن بينهم النصر على من حارب أهل هذه الصحيفة۔

انگلش

There shall be mutual help between one another against those who engage in war with the allies of this document.

اردو

اور جو کوئی اس دستور والوں سے جنگ کرے تو ان (یہودیوں اور مسلمانوں) میں باہم امداد عمل میں آئے گی۔

آرٹیکل نمبر 46

باہمی صلح اور مشاورت

Mutual Consultationand Honourable Dealing

عربی

و أن بينهم النصح والنصيحة و البر دون الإثم۔

انگلش

There shall be mutual consultation and honourable dealing between the allies and there shall be the fulfilment not the violation, of all pledges.

اردو

اوران میں باہم حسن مشورہ اور بہی خواہی ہوگی، اور وفا شعاری ہوگی نہ کہ عہد شکنی۔

آرٹیکل نمبر 47

معاہدہ توڑنے کی مخالفت اور مظلوم کی امداد کا حکم

Law of Prohibition of Treachery and Help of the Oppressed

عربی

و أنه لا يأثم امرء بحليفه، و أن النصر للمظلوم۔

انگلش

No one shall violate the pledge due to his ally and verily, help shall be given to the oppressed.

اردو

کوئی فریق یا جماعت اپنے کسی حلیف کی وجہ سے معاہدہ کی خلاف ورزی نہیں کرے گی اور مظلوم کی داد رسی لازماً کی جائے گی۔

All rights reserved. ©2002-2006

آرٹیکل نمبر 48

یہود(غیر مسلم اقلیتیں) بھی زمانہ جنگ میں ریاست کی مالی معاونت کریں گی

The Jews (non-Muslim Minorities) shall also Extend Financial Support to the State during the War Period

عربی

و أن الیھود ینفقون مع المؤمنین ما داموا محاربین۔

انگلش

The Jews (non-Muslim minorities) along with the believers shall extend financial support to the State during the war period.

اردو

اور یہودی اس وقت تک مومنین کے ساتھ (جنگی) اخراجات برداشت کرتے رہیں گے جب تک کہ وہ مل کر جنگ کرتے رہیں۔

آرٹیکل نمبر 49

ریاست کے مختلف طبقات کے درمیان جنگ اور قتل و غارت گری کی ممانعت

Prohibition of Fighting and Bloodshed among the Various Communities of the State.

عربی

و أن یثرب حرام جوفھا لأ ھل ھذہ الصحیفۃ۔

انگلش

The valley of Yathrib is sacred and there shall be prohibition of fighting and bloodshed among the various communities of the State.

اردو

اور یثرب کا جوف (یعنی میدان جو پہاڑوں سے گھرا ہوا ہے) اس دستور والوں کے لئے حرم (دارالامن) ہوگا (یعنی یہاں آپس میں جنگ کرنا منع ہوگا)۔

آرٹیکل نمبر 50

آئینی وریاستی امن پانے والے ہر شخص کی جان حفاظت میں برابر ہوگی

Equal Right of Life Protection shall be Granted to Everyone, Who has been Given the Constitutional Shelter

عربی

و أن الجار کالنفس غیر مضار ولا آثم۔

انگلش

A person given constitutional shelter shall be granted an equal right of life protection as long as he commits no harm and does not act treacherously.

اردو

پناہ گزین سے وہی برتاؤ ہوگا جو اصل (پناہ دہندہ) کے ساتھ، نہ اس کو ضرر پہنچایا جائے گا اور نہ خود وہ عہد شکنی کرے گا۔

آرٹیکل نمبر 51

خواتین کو تحفظ دینے کا قانون

Law of Shelter for the Women

عربی

و أنہ لا تجار حرمة إلا بإذن أھلھا۔

انگلش

A woman shall not be given any shelter without the consent of her family.

اردو

اور کسی عورت کو اس کے خاندان (اہل خانہ) کی رضامندی سے ہی پناہ دی جائے گی۔

آرٹیکل نمبر 52

ایسے جھگڑوں میں جو باعث جنگ و جدال ہوں، اللہ تعالی اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا حکم و اختیار قطعی ہوگا

Authority of Allah and the Prophet Muhammad (SAW) shall be Final and Absolute Authority in all Disputes Instigating any Quarrel

عربی

و أنه ما كان بين أهل هذه الصحيفة من حدث، أو اشتجار يخاف فساده، فإن مرده إلى الله و إلى محمد رسول الله ﷺ و أن الله على أتقى ما في هذه الصحيفة و أبره۔

انگلش

And verily if any dispute arises among the parties to this document from which any quarrel may be feared, it shall be referred to God and to Muhammad (SAW), the Messenger of God, for the final and absolute decision. Verily, God is the Guarantee for the faithful observance of the contents

The image cannot be displayed. Your computer may not have enough memory to open the image, or the image may have been corrupted. Restart your computer, and then open the file again. If the red x still appears, you may have to delete the image and then insert it again.

عربی

و أن بينهم النصر على من دهم يثرب۔

انگلش

The Muslims and the Jews shall be jointly responsible to defend (the State of) Madina against any outside attack.

اردو

کسی بیرونی حملہ کی صورت میں ریاست مدینہ کا دفاع امداد باہمی کے تحت ان (یہودیوں اور مسلمانوں) کی مشترکہ ذمہ داری ہوگی۔

آرٹیکل نمبر 55

ہر فریق کے لئے معاہدۂ امن کی پابندی لازمی ہے

Incumbency of Observance of the Treaty of Peace for Every Ally

عربی

و إذا دعوا إلى صلح يصالحونه ويلبسونه فإنهم يصالحونه و يلبسونه، و أنهم إذا دعوا إلى مثل ذلك فإنه لهم على المؤمنين۔

انگلش

It shall be incumbent upon the Jews to observe and adhere to any peace treaty they are invited to participate in. Likewise, it shall also be incumbent upon the Muslims to observe and adhere to any peace treaty, they are invited to.

اردو

اور اگر ان (یہودیوں) کو کسی صلح میں مدعو کیا جائے تو وہ بھی صلح کریں گے اور اس میں شریک رہیں گے اور اگر وہ کسی ایسے ہی امر کے لئے بلائیں تو مومنین کا بھی فریضہ ہوگا کہ ان کے ساتھ ایسا ہی کریں۔

آرٹیکل نمبر 56

کوئی بھی معاہدہ حفاظت دین کی ذمہ داری کو معطل نہیں کرسکتا

No Treaty shall Suspend or Negate the Responsibility of the Protection of Deen

عربی

(فإنه لهم على المؤمنين) إلا من حارب في الدين۔

انگلش

(Likewise, it shall be incumbent upon the Muslims also to observe and adhere to any peace treaty that they are invited to), but no treaty will restrain them from fighting for the protection of their Deen.

اردو

(اسی طرح مسلمانوں پر لازم ہے کہ اگر انہیں کسی امن معاہدہ میں شرکت کی دعوت دی جائے تو وہ اس کی مکمل پابندی کریں) بجز اس کے کہ کوئی دینی جنگ کرے۔

آرٹیکل نمبر 57

ہر فریق معاہدہ پر اس کے بالمقابل سمت کی مدافعت کی ذمہ داری ہوگی

Every Party to Treaty shall be Responsible for the Defence of its Facing Direction

عربی

علی کل أناس حصتهم من جانبهم الذی قبلهم۔

انگلش

Every party to the treaty shall be responsible for the measures and arrangements of the defence of its facing direction.

اردو

ہر گروہ کے حصے میں اسی رخ کی (مدافعت) آئے گی جو اس کے بالمقابل ہو۔

آرٹیکل نمبر 58

اس دستور کے بنیادی اراکین اور ان کے حلیف ایک جیسی آئینی حیثیت کے حامل ہوں گے

The Basic Constituent Members of this Document and their Associates shall Possess the Equal Constitutional Status

عربی

و أن یھود الأوس موالیھم و أنفسھم علی مثل ما لأھل ھذہ الصحیفة مع البر المحض من أھل ھذہ الصحیفة۔

انگلش

The Jews of Aws (one of the basic constituent members of this document) and their allies shall possess the same constitutional status as the other parties to this document, with a condition that they

عربی

و أن الله على أصدق ما في هذه الصحيفه و أبره۔

انگلش

Verily, God is the Guarantee for the faithful observance of the contents of this Constitution (which shall be enforced by the State).

اردو

اور خدا اس کے ساتھ ہے جو اس دستور کے مندرجات کی زیادہ سے
زیادہ صداقت اور زیادہ سے زیادہ وفا شعاری کے ساتھ تعمیل کرے۔

آرٹیکل نمبر 61

کسی ظالم اور باغی کو اس دستور کی حفاظت میسر نہیں ہوگی

No Traitor or Oppressor shall have the Right of Protection under this Document

عربی

و أنه لا يحول هذا الكتاب دون ظالم أو آثم۔

انگلش

Verily, this constitutional document shall not protect any traitor or oppressor.

اردو

اور یہ دستوری دستاویز کسی ظالم یا عہد شکن کو تحفظ فراہم نہیں کرے گی۔

آرٹیکل نمبر 62

تمام پرامن شہریوں کے لئے یقینی امن وحفاظت ہوگی

All Peaceful Citizens would be in a Save and Secure

The image cannot be displayed. Your computer may not have enough memory to open the image, or the image may have been corrupted. Restart your computer, and then open the file again. If the red x still appears, you may have to delete the image and then insert it again.

(SAW), the Messenger of God, are the protectors of good citizens and of those who fear from Allah.

اردو

جو اس دستور کے ساتھ وفا شعار رہے اور نیکی و امن پر کاربند رہے، اللہ اور اس کے رسول محمد ﷺ اس کے محافظ و نگہبان ہیں۔

-------------اختتام-------------

IqbalCyberLibrary.Net All rights reserved. ©2002-2006